عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

شیخ الحدیث حضرت
مولانا ارشاد احمدؒ

جلد: ۴۲ | ۲۸ محرم الحرام تا ۵ صفر المظفر ۱۴۴۵ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ اگست ۲۰۲۳ء | شمارہ: ۳۱

اسلام ایک فلاحی دین

دجال کی حقیقت

حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ بن حارث

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

حکمت اور خوش اسلوبی سے حق بات کی دعوت دینا

س:.... میری بہن کے جیٹھ کا سوئم تھا، ان کے محلہ میں ایک خاتون ہیں، جن کی شادی قادیانی مرد سے ہوئی، وہ تعزیت کے لئے ان کے گھر آئیں، میری بہن نے ان خاتون سے کہا کہ ”ہم آپ سے کوئی تعلق رکھنا نہیں چاہتے، آپ فوراً چلی جائیں۔“ وہ جانے پر راضی نہیں ہوئیں تو میری بہن نے انہیں تھپڑ مار دیا اور انہیں گھر سے نکال دیا، اس واقعہ کا میری بہن کی ساس کو علم ہوا تو وہ میری بہن سے بہت زیادہ ناراض ہوئیں کہ تم کون ہوتی ہو کسی کو میرے گھر سے نکالنے والی۔ کچھ دنوں کے بعد بہن کی ساس نے اس قادیانی خاتون کو گھر بلایا اور کہا کہ ”یہ میرا گھر ہے، تمہیں کوئی نہیں روکے گا۔“ وہ قادیانی خاتون آئیں تو میرے بھانجے نے ان سے کہا: ”آپ کو میری امی نے آنے سے منع کیا تھا، آپ فوراً یہاں سے چلی جائیں۔“ اس بات پر میری بہن کی ساس میرے بھانجے پر بہت ناراض ہوئیں اور کہا کہ ”یہ قادیانی ہے، تم اس لئے اس کو گھر سے نکال دیتے ہو تو آج سے میں بھی قادیانی ہوں، اب کیا کرو گے؟ مجھے بھی گھر سے نکال دو گے؟“ میرے بھانجے کو کہا کہ وہ قادیانی خاتون سے معافی مانگے، میرے بھانجے نے معافی نہیں مانگی۔ خوب ہنگامہ ہوا پھر وہ خاتون چلی گئیں، اس معاملے پر میری بہن نے دو علمائے کرام سے فتویٰ لیا، انہوں نے فتویٰ میں کہا کہ آپ کی ساس نے جو کفریہ کلمات ادا کئے ہیں، وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہوگئی ہیں، انہیں صدق دل سے توبہ کرنی چاہئے۔ اب بہن کی ساس کا انتقال ہوگیا ہے۔

ہمیں معلوم ہوا کہ فتویٰ کے لحاظ سے نہ انہوں نے توبہ کی اور نہ کلمہ پڑھا، بلکہ میرے بہنوئی نے بہانے سے اپنی والدہ سے کہا کہ وہ کلمہ پڑھ لیں، انہوں نے کلمہ پڑھ لیا تو میرے بہنوئی نے کہا: ”امی نے کلمہ پڑھ لیا، اب معاملہ ختم ہوگیا ہے۔“ کیا یہ سب واقعات معلوم ہوتے ہوئے جو لوگ ان کی نماز جنازہ میں گئے، ان کے لئے کیا حکم ہے؟ جو رشتہ دار اس مسئلہ کی سنگینی اور گستاخی کو نظر انداز کرکے ان سے تعلق قائم رکھے ہوئے ہیں، ان کے لئے کیا حکم ہے؟

ج:.... صورت مسؤلہ میں آپ کی بہن اور بھانجے کا طرزِ عمل انتہائی غیر اخلاقی اور بدتہذیبی پر مشتمل ہے، جس کی وجہ سے بات حد سے آگے بڑھی اور بحث مباحثہ میں مبتلا ہوکر، غصہ میں پاگل ہوکر ان کی ساس نے بے ہودہ کلمات اپنے منہ سے نکالے، جن کی حساسیت کا یقیناً انہیں اندازہ بھی نہ ہوگا اور پھر بجائے انہیں سمجھانے اور ان سے اپنے رویہ کی معافی مانگنے کے آپ لوگ ان کے خلاف کفر کے فتویٰ حاصل کرنے میں لگ گئے، یہ اس سے بھی زیادہ افسوس کی بات ہے۔ اس سارے معاملہ میں قصور وار آپ کی بہن اور بھانجا ہیں، ان لوگوں کو چاہئے کہ وہ توبہ و استغفار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی غلطی پر ندامت کا اظہار کریں اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں اور مرحومہ کے لئے بھی مغفرت کی دعا کریں اور ایصال ثواب کا اہتمام کریں۔ مرحومہ نے چونکہ کلمہ پڑھ لیا تھا تو وہ اب مسلمان ہیں۔ اس لئے ان کا جنازہ اور تدفین درست ہے اور اس میں شامل ہونا بھی درست ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ”اُدْعُ إِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُم بِالَّتِیْ هِیَ أَحْسَنُ....۔“ (سورۃ النحل:۱۲۵)

ترجمہ: ”اپنے رب کے راستے کی طرف لوگوں کو حکمت کے ساتھ اور خوش اسلوبی سے نصیحت کرکے دعوت دو اور (اگر بحث کی نوبت آئے تو) ان سے بحث بھی ایسے طریقے سے کرو جو بہترین ہو......“

یہ قرآن کریم میں دعوت وتبلیغ کے لئے ایک بہترین اصول بیان کیا گیا ہے، جس کی پابندی ہر دعوت حق دینے والے کو کرنا ضروری ہے تاکہ لوگ حق بات کو احسن طریقہ سے سمجھ سکیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلسِ ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی،
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۴۲ ۲۸ محرم الحرام تا ۵ صفر المظفر ۱۴۴۵ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ /اگست ۲۰۲۳ء شمارہ: ۳۱

سرپرست
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا اللہ وسایا

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین وآرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

شیخ الحدیث حضرت مولانا ارشاد احمدؒ کا وصال	۵	حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
اسلام..... ایک فلاحی دین	۸	ڈاکٹر سیّد حسنین احمد ندوی
حضرت ابوسفیان بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۳	ڈاکٹر عبدالرحمٰن رأفت پاشاؒ
اٹھتے جاتے ہیں اس بزم سے اربابِ نظر	۱۸	مولانا محمد کلیم اللہ حنفی
دجال کی حقیقت!	۲۰	مولانا محمد رضوان قاسمی
دعوتی وتبلیغی اسفار	۲۲	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
خبروں پر ایک نظر	۲۵	ادارہ

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقا: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرقِ وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر

فی شمارہ: ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

بنیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

دورِ نبوت کے تاریخ وار حالات وواقعات

عہدِ نبوت کے ماہ وسال

تالیف: علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

قسط: ۴۵ فصل:.... ۷ھ کے غزوات

غزوۂ خیبر:

۱:.... اس سال محرّم میں غزوۂ خیبر ہوا۔ خیبر، مدینہ سے آٹھ دن کی مسافت پر، ملکِ شام کی جانب ایک شہر ہے، جس میں کئی قلعے تھے، اور یہاں یہود آباد تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چودہ سو پیادوں اور دو سو سواروں کا لشکر تھا، اُمّ المؤمنین اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا بھی ہمرکاب تھیں۔ سباع بن عرفطہ صحابی کو، جن کا ذکر غزوۂ قرقرۃ الکدر کے ضمن میں پہلے آچکا ہے، مدینہ میں قائم مقام مقرّر کیا، دس سے زیادہ دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا محاصرہ کئے رکھا، اور صفر کے مہینے میں خیبر فتح ہوا۔

غزوۂ وادی القریٰ:

۲:.... اسی سال آخرِ صفر میں غزوۂ وادی القریٰ ہوا۔ وادی القریٰ، خیبر اور مدینہ کے درمیان شام سے آنے والے حاجیوں کے راستے پر ایک موضع تھا، یہاں یہود کی آبادی تھی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب خیبر سے واپسی میں یہاں پہنچے تو ان سے ٹھن گئی، چار دن کے محاصرے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فتح کرلیا، بہت سا سامان اور مال ومتاع بطورِ غنیمت حاصل ہوا۔

غزوۂ ذات الرِقاع:

۳:.... اسی سال، ربیع الاوّل میں غزوۂ ذات الرِقاع ہوا، اِمام بخاریؒ اپنی الجامع البخاری (صحیح بخاری) میں فرماتے ہیں: ’’ذات الرِقاع، خیبر کے بعد ہوا، کیونکہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ذات الرِقاع میں شریک تھے، جبکہ ان کا اسلام اور ان کی حاضری خیبر میں ہوئی۔‘‘ اس بنا پر غزوۂ ذات الرِقاع ۷ھ میں ہوا، مگر بعض کا قول ہے کہ یہ غزوۂ بنی نضیر کے بعد اور غزوۂ بدرِ صغریٰ سے پہلے ۴ھ میں ہوا، اور بعض نے ۵ھ میں اور صاحبِ روضۃ الاحباب نے ۶ھ میں بتایا ہے، مگر ’’صحیح‘‘ کی بات زیادہ صحیح ہے۔

یہ غزوہ نجد کے علاقے میں بنومحارب اور بنوثعلبہ کے مقابلے میں تھا، اس لئے اس کو غزوۂ بنومحارب اور غزوۂ بنوثعلبہ بھی کہا جاتا ہے۔ نیز یہ غزوۂ صلوٰۃ الخوف بھی کہلاتا ہے، کیونکہ نمازِ خوف اسی غزوہ میں مشروع ہوئی، اور اسے غزوۃ الاعاجیب بھی کہتے ہیں، کیونکہ اس میں عجیب وغریب اُمور پیش آئے، گویا اس کے نام پانچ ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۱۰؍ربیع الاوّل ہفتے کی رات کو ذات الرِقاع کے لئے روانہ ہوئے، چار سو یا سات سو یا آٹھ سو صحابہؓ ساتھ تھے، اور مدینہ میں، اکثر کے قول کے مطابق حضرت عثمان بن عفان ذی النورین رضی اللہ عنہ کو جانشین بنایا، اور بقول بعض ابوذر رضی اللہ عنہ کو، مگر یہ قول ضعیف ہے۔ بنومحارب اور بنوثعلبہ مقابلے پر نہیں آئے، بلکہ پہاڑوں کی طرف بھاگ گئے، البتہ مسلمانوں کو دُشمن سے اندیشہ تھا، اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ خوف پڑھائی، اور یہ عصر کی نماز تھی، اور بعض کا قول ہے کہ سب سے پہلی نمازِ خوف ۶ھ میں علاقہ عسفان میں ہوئی، تیسرے باب میں ۶ھ کے واقعات میں اس کا بیان ہوگا۔ (جاری ہے)

اداریہ

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا ارشاد احمدؒ کا وصال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

۳۱؍جولائی ۲۰۲۳ء کی صبح تہجد کے وقت مولانا ارشاد احمد شیخ الحدیث و مہتمم دارالعلوم کبیروالا وصال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

ضلع ڈیرہ غازی خان کے معروف قصبہ شادن لنڈ کی نواحی بستی شیر گڑھ کے صدقانی بلوچ قبیلہ کے ایک بزرگ جناب رحیم بخش خان کے ہاں ۱۹۵۵ء میں صاحبزادہ پیدا ہوئے۔ جن کا نام ارشاد احمد رکھا گیا۔ ارشاد احمد نے پرائمری تک تعلیم اپنے علاقہ میں حاصل کی۔ شادن لنڈ کے قریب ڈیرہ غازی خان میں سڑک پر مناظر اسلام مولانا عبدالستار تونسوی نے مدرسہ اسلامیہ محمدیہ قائم کیا تھا۔ وہاں پر ارشاد احمد نے قرآن مجید حفظ کیا اور پھر فارسی کی تعلیم حاصل کی۔ اس زمانہ میں معروف زمانہ مدرس مولانا مفتی محمد عیسیٰ خان گورمانی اس مدرسہ محمدیہ میں مدرس تھے۔ ان کے ہاں ارشاد احمد خان نے فارسی پڑھی۔

پھر احیاء العلوم مظفرگڑھ میں صرف ونحو کی ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ اس زمانہ میں جامعہ احیاء العلوم کے مہتمم مولانا محمد عمر اور مولانا مفتی محمد صدیق بڑے فاضل اساتذہ میں شامل ہوتے ہیں ان سے آپ نے شرف تلمذ حاصل کیا۔ مظاہر العلوم کوٹ ادو میں کنز کے سال تک پڑھتے رہے۔ شرح جامی کے سال سے آپ نے دارالعلوم کبیروالا میں داخلہ لیا۔ دارالعلوم کبیروالا کے بانی مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ کے شاگرد اور دارالعلوم دیوبند کے مایہ ناز مدرس مولانا عبدالخالقؒ جو اس علاقہ کے باشندہ تھے، آپ نے دارالعلوم کبیروالا قائم کیا جو اس وقت بلامبالغہ پاکستان کے صف اوّل کے جامعات میں شمار کیا جاتا ہے۔

اس جامعہ کو اعزاز حاصل ہے کہ یہاں کے پڑھے ہوئے حضرات اکثر وبیشتر مدرس ہی بنتے ہیں۔ ایک دفعہ ہمارے مشرقی پنجاب کے ایک جامعہ کو فوراً تمام نئے مدرسین مقرر کرنے کا مرحلہ پیش آیا تو دارالعلوم کبیروالا کے تخصص کی کلاس کے شرکاء نے جا کر تمام درجات کے تدریسی نظم کو چلانا شروع کیا اور کامیاب رہے۔ جامعہ کا اس وقت بھی یہ معیار بحمدہ تعالیٰ اعلیٰ مراتب کو سنبھالے ہوئے ہے۔ کسی زمانہ میں مشرقی ومغربی پاکستان کے کثیر التعداد طلبہ یہاں پڑھتے تھے اور تمام فنون چوٹی کے اساتذہ پڑھایا کرتے تھے۔ بانیان جامعہ کے اخلاص کا صدقہ ہے کہ اس وقت بھی بنین وبنات کے تمام درجات میں تین ہزار سے زائد طلبا وطالبات تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

ارشاد احمد خان نے اسی ادارہ میں شرح جامی سے دورہ حدیث شریف تک تعلیم مکمل کی۔ ۱۹۷۹ء میں سند فراغ حاصل کی اور مولانا ارشاد احمد

کہلائے۔ پھر آپ کو قدرت حق نے عالم ربانی، فاضل اجل، مدرس، نامور استاذ اور پھر شیخ الحدیث کے درجہ پر فائز کیا۔

مولانا ارشاد احمد کا اصلاحی تعلق دارالعلوم کبیر والا کے شیخ الحدیث حضرت مفتی عبدالقادر سے تھا۔ اصلاح وارشاد کے میدان میں قدم رکھتے ہی قدرت حق نے آپ کو اعلیٰ درجہ پر پہنچا دیا۔ ڈاکٹر عبدالحفیظ صاحب سکھر اور صوفی محمد سرور صاحب جامعہ اشرفیہ سے آپ کو خلافت حاصل تھی اور اس وقت آپ اعلیٰ درجہ کے مشائخ میں شامل تھے۔ فراغت کے بعد تین سال جامعہ عثمانیہ شورکوٹ سٹی میں پڑھاتے رہے۔ اس کے بعد اپنی مادر علمی دارالعلوم میں بطور مدرس کے تشریف لائے۔ درس نظامی کی کریما سے لے کر بخاری شریف تک تمام کتب آپ نے اس شان سے پڑھائیں کہ طلباء میں ہر دلعزیز شیخ کا مقام حاصل ہوگیا۔

آپ نے چالیس سال سے زائد عرصہ تدریس کی۔ دارالعلوم کبیر والا کے اہتمام کے لئے وراثت نہیں چلتی۔ بلکہ شوریٰ اپنے مدرسین میں سے ضرورت کے وقت نئے مہتمم کا تقرر صلاحیت کے پیش نظر کرتی ہے۔ اس کے مسند اہتمام پر (۱) حضرت مولانا عبدالخالقؒ، (۲) حضرت مولانا منظور الحقؒ، (۳) حضرت مولانا علی محمدؒ، (۴) مولانا مفتی محمد انورؒ یکے بعد دیگرے (۱۹۵۳ء تا ۲۰۰۳ء تک) فائز رہے۔ ۲۰۰۴ء میں مولانا مفتی محمد انورؒ کے وصال کے بعد پانچویں مہتمم حضرت مولانا ارشاد احمد صاحب اپنے وصال تک انیس سال مہتمم رہے۔ مولانا موصوف کا دور اہتمام جامعہ کی تعلیمی وتعمیراتی ترقی کے عروج کا دور ہے۔ جو طلباء یہاں داخلہ لیتے مولانا ارشاد احمد کی کوشش ہوتی کہ ان طلباء کی اگر زندگی میں کوئی نماز قضا ہوگئی ہے تو ان کی ادائیگی کے لئے باقاعدہ چارٹ بنوا کر ان طالب علموں کی قضا نمازوں کی ادائیگی کراتے۔ اس واقعہ سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ مولانا اپنے طالب علموں کو کس طرح دین پر عمل کرنے والوں کے لئے نمونہ بنا دیتے۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر وبیشتر یہاں طلبہ صاحب ترتیب ہوں گے۔ تمام نمازوں میں ہزاروں طلباء کے باوجود کسی نماز میں ایک بھی مسبوق نہیں ہوتا۔ جامعہ میں کئی نئے شعبہ جات آپ نے قائم کئے۔ شعبہ تجوید، شعبہ معہد اللغۃ العربیہ، آرٹس اور سائنس کے ساتھ میٹرک کا شعبہ آپ کے دور اہتمام میں قائم ہوئے۔

آپ کے دور اہتمام میں جامعہ کی سوائے ایک آدھ عمارت کے باقی تمام عمارتوں کی نئی تعمیر ہوئی۔ کئی کئی منزلہ فلک بوس عمارتوں کو دیکھ کر لگتا ہے کہ جامعہ کی عمارتیں کسی معیاری یونیورسٹی کی جدید عمارتوں سے کم نہیں۔ بلا مبالغہ ان انیس سالوں میں اربوں کی لاگت سے جدید بلاک، درسگاہوں، اقامت گاہوں، مہمان خانہ، دفاتر، لائبریری، مسجد، انتظامی دفاتر، کمپیوٹر لیب کے لئے خوبصورت دیدہ زیب، اعلیٰ اور معیاری تعمیراتی کام ہوئے کہ ریکارڈ قائم ہوگیا۔ آج کل صرف قرآن مجید کے درجہ حفظ کی پچاس درس گاہوں سے بھی زائد کا پانچ منزلہ دارالقرآن بلاک زیر تعمیر ہے۔ جامعہ کے لئے کئی کنال زمین خرید کر مزید جامعہ میں شامل کی گئی۔ مولانا محمد ارشادؒ کے دور اہتمام میں آپ کی مخلصانہ مساعی کو حق تعالیٰ نے وہ عروج بخشا جس نے دیکھا دنگ رہ گیا۔ ان سے حیرت کے ساتھ دوست پوچھتے تو آپ فرماتے کہ زیر زمین جامعہ کے بانیان کے اخلاص کے ثمرات ہیں جو حق تعالیٰ نے ظاہر فرمادیئے ہیں۔ کتنا عارفانہ وبروقت اور صحیح محل پر آپ نے راز کو حقیقت کا روپ دے دیا۔

اکتوبر ۲۰۲۱ء میں قلعہ کہنہ قاسم باغ ملتان میں چار ڈویژنوں پر مشتمل ختم نبوت کانفرنس تھی۔ تب مولانا ارشاد احمد نے پورے علاقہ میں اس کانفرنس کی عظیم الشان کامیابی کے لئے دن رات ایک کردیئے۔ خود تحصیل کبیر والا کی عظیم اور مثالی ختم نبوت کانفرنس اپنے جامعہ میں منعقد کرائی اور پورے ماحول کو ملتان ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کے لئے سراپا جذبہ بنادیا۔

ابھی ۲۳؍جولائی ۲۰۲۳ء کو جامعہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ختم نبوت کانفرنس زیر صدارت حضرت حافظ ناصر الدین خاکوانی امیر مرکزیہ منعقد کرائی۔ پورے علاقہ سے بھرپور عوام نے شرکت کا ریکارڈ قائم کیا۔ پوری کانفرنس کے دوران گھنٹوں آپ اسٹیج پر براجمان رہے۔ آپ

کی انہیں مساعی کے باعث آپ جہاں ایک مذہبی رہنما، روحانی شخصیت، اعلیٰ منتظم تھے وہاں ایک نامورتحریکی ونظریاتی شخصیت تھے۔ آپ کے تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ آپ نے تدریس کے زمانہ کی تمام تنخواہ واپس کرنا شروع کردی تھی۔ نصف سے زائد عرصہ کی تمام تنخواہ واپس کرچکے تھے۔ آپ کے ایک شاگرد عالم دین نے بتایا کہ میں نے آپ کے سر پر مالش کے لئے تولیہ آپ کے کندھے پر رکھا۔ آپ نے جھٹک کر ہٹادیا کہ یہ مدرسہ کا تولیہ ہے۔ اسے میرے ذاتی استعمال میں خراب نہ کرو۔ اس احتیاط وورع کے باوجود وصال کی رات اپنے صاحبزادے مولانا ڈاکٹر مفتی اویس صاحب سے فرمایا کہ اہتمام کے دور میں دارالعلوم کے مالیات سے وابستہ رہا ہوں، دولاکھ میری طرف سے جامعہ میں احتیاطاً جمع کرادیا جائے کہ کوئی غیر ارادی خلاف احتیاط ہوگیا ہوتو اس کی بھی تلافی ہوجائے۔

تعزیت پر موجود ایک عالم دین نے بتایا کہ وفاق کے اجلاس سے واپسی پر ٹرین میں سفر تھا۔ ہمارے پاس اکانومی کے ٹکٹ تھے اور مولانا ارشاد احمدؒ کے پاس اے سی کی ریزرویشن تھی۔ ٹرین میں اپنے ڈبہ سے ہم آپ کو ملنے کے لئے چلے گئے تو آپ نے مصافحہ وخیر خیریت کے بعد فرمایا کہ آپ اپنے ڈبہ میں چلے جائیں۔ اس درجہ کی آپ کے پاس ٹکٹ نہیں۔ آپ کے لئے اس میں سفر کرنا جائز نہیں۔ اتنی اجلی شخصیت کا ایک واقعہ اور بھی سن لیجئے کہ دارالعلوم کبیروالا کے لئے چرم کی وصولی پر گورنمنٹ نے پابندی لگادی۔ بعد میں کسی سرکاری میٹنگ میں ڈی۔ سی صاحب نے معذرت کی تو آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ آپ کی پابندی کے باوجود ہزارہا طالب علموں میں سے کسی ایک طالب علم کے ایک وقت کے کھانا کی بھی ہمیں دقت نہیں ہوئی۔ کھالیں ملتی تھیں، تب بھی نظم چل رہا تھا، آپ نے پابندی لگادی، اب بھی نظم چل رہا ہے اور پہلے سے کہیں زیادہ بہتر چل رہا ہے۔

قارئین! یقین فرمایئے کل کی بات ہے مولانا ارشاد احمد بہت دیر سے آئے لیکن بڑی تیزی کے ساتھ قدرتی طور پر قدرومنزلت کی منزلیں برق رفتاری کے ساتھ طے کرکے سب کو ششدر کردیا۔ وہ ایک مصلح، عالم ربانی، شیخ الحدیث، باکردار شیخ وقت، تحریکی شخصیت اور بھرپور قومی رہنما تھے۔ ان کی خدمات کے مدتوں تذکرے رہیں گے۔ وہ آناً فاناً کیا گئے کہ جس نے سنا سراپا حیرت رہ گیا۔ رات کو اس جہان میں سوئے، صبح نور کے تڑکے قدم اٹھایا تو ایک جہان کو بڑی خاموشی مگر بڑی تیزی کے ساتھ عبور کرکے دوسرے جہان جاکر آنکھ کھولی۔ یوں دنیا سے جنت کو سدھارے کہ جس نے سنا آنکھیں ملتا رہ گیا۔ اسی دن مغرب کے بعد جنازہ ہوا۔ آپ کے صاحبزادہ نے جنازہ پڑھایا۔ اللہ اکبر! واقعی اللہ رب العزت سب سے بڑے ہیں۔

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

اسلام.....ایک فلاحی دین

ڈاکٹر سید حسنین احمد ندوی

اسلام ان مصنوعی مذاہب یا خیالی فلسفۂ حیات میں سے نہیں ہے جو سوشل ورک، سماجی خدمات اور دوسروں کے ساتھ تعاون وہمدردی کے رویہ کو محض قابلِ توصیف اور لائق ستائش سمجھتے ہیں؛ بلکہ اسلام اپنی اصل کے اعتبار سے ہی ایک فلاحی دین ہے، اس کا خمیر ہی خلق خدا کی خدمت اور اس کی فلاح وبہبود سے اٹھا ہے، یہی وجہ ہے کہ اسلام اپنے ماننے والوں کو اس بات کی تعلیم دیتا ہے کہ وہ اپنی ہی نہیں؛ بلکہ دوسروں کی بھی فکر کریں، اور یہ فکر صرف مادی آسودگی تک محدود نہیں ہونی چاہیے؛ بلکہ روحانی تشنگی کا ازالہ بھی اس میں شامل ہو اور اس تصور خیر میں اس نے صرف فانی دنیا ہی نہیں؛ بلکہ لافانی آخرت کو بھی شامل رکھا ہے؛ اس لیے خود پیغمبر اسلام کا یہ حال تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری توانائی، تمام تر صلاحیتیں اور انتھک جدوجہد اس راستہ میں صرف ہوتی تھیں کہ کس طرح بچھڑی ہوئی مخلوق کو اس کے خالق سے ملادیں؛ تاکہ اس کا نصیب جہنم کے دہکتے شعلے نہیں؛ بلکہ جنت کے جانفزا جھونکے بن جائیں، اس سوچ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح حرز جاں بنایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی کے ہوکر رہ گئے، اور اپنے آپ کو بھی فراموش کر دیا، اسی کی جانب اشارہ کرتے ہوئے قرآن میں کہا گیا ہے:

’’فَلَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ عَلٰی آثَارِهِمْ إِنْ لَّمْ یُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِیْثِ أَسَفًا۔‘‘ (الکہف:۶)

ترجمہ: اگر وہ ایمان نہ لائے تو کیا آپ ان کی خاطر اپنے آپ کو ہلاک کرڈالیں گے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شب وروز اسی فکر وعمل میں بسر ہوتے کہ کس طرح خلق خدا کی خدمت کی جائے اور ان کے مسائل کو حل کیا جائے، اس میں امیر وغریب، بچے بوڑھے اور مرد وعورت کی کوئی تخصیص نہ تھی، اور نہ ہی ان کے درمیان کوئی تفریق برتی جاتی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدمت کے معاملہ میں مکمل عالم انسانیت کو ایک خاندان کا درجہ دیا اس طرح کہ تمام انسانوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عیال اللہ قرار دیا اور ہر اس شخص کو لائق تکریم، جو اللہ کے عیال کی کسی بھی طرح خدمت کرتا ہے چنانچہ فرمایا:

’’الخلق کلهم عیال اللہ وأحب خلقه إلیه أنفعهم لعیاله۔‘‘ (مجمع الزوائد:۱۳۷۰۷)

’’ساری مخلوق اللہ کی عیال ہے اور اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ وہ ہے جو اس کے عیال کے لیے فائدہ مند ہو۔‘‘

فارس کے عظیم جنرل رستم نے جب اسلام اور مسلمانوں کے آنے کے مقصد سے متعلق سوال کیا تو ربعی بن عامر رضی اللہ عنہ نے اس حقیقت کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

’’جئنا لنخرج العباد من عبادة العباد إلیٰ عبادة رب العباد ومن ضیق الدنیا إلیٰ سعة الآخرة ومن جور الأدیان إلیٰ عدالة الإسلام۔‘‘ (البدایة والنهایة:۷)

ترجمہ: ہم اس لیے آئے ہیں کہ انسانوں کو انسانوں کی غلامی سے نکال کر اس کے رب کی بندگی تک پہنچا دیں، دنیا کی تنگی کے مقابلہ میں آخرت کی وسعت سے آشنا کریں اور مذاہب کے ظلم کے مقابلہ میں اسلام کے عدل سے روشناس کریں۔

اسلام نے انسان کی عظمت وبڑائی کے لیے معیار اس چیز کو بتایا ہے کہ ان سے لوگوں کو کس قدر فائدہ پہنچ رہا ہے، لہٰذا جو دوسروں کے لیے جتنا نافع ہوگا وہ اتنا ہی بہتر تصور کیا جائے گا۔

’’خَیْرُ النَّاسِ أَنْفَعُهُمْ لِلنَّاسِ۔‘‘ (مسند الشہاب:۱۲۹) اسلام کا اصل مشن ہی چونکہ خدمت خلق ہے اس لیے اس نے خادم ومخدوم کے روایتی تصور کو بالکل ہی بدل دیا، اس نے قائد، لیڈر، سردار اور ذمہ دار کو مخدوم کی بجائے خادم بنادیا؛ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سید القوم خادمهم (جامع المسانید والمراسیل: ۱۳۱۰۳) قوم کا سردار تو قوم کا خادم ہوتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تعلیم صرف قولی

ہی نہیں ؛ بلکہ عملی بھی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدمت خلق کی صرف دعوت ہی نہیں دی؛ بلکہ اس کا عملی نمونہ بھی پیش کیا، حضرت خبابؓ ایک جنگی مہم پر مدینہ سے باہر گئے ہوئے تھے ان کے گھر پر کوئی مرد نہیں تھا، اور عورتیں دودھ دوہنا نہیں جانتی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزانہ ان کے گھر جا کر دودھ دوہ دیا کرتے تھے، اسی طرح ایک مرتبہ ایک پاگل لڑکی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد چاہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم مدینہ کی کسی بھی گلی میں بیٹھو میں تمہاری مدد ضرور کروں گا“ خدمت خلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا امتیازی وصف تھا، اس کی جھلک صرف بیرونِ خانہ ہی نہیں؛ بلکہ درونِ خانہ بھی دیکھی جاسکتی ہے، حضرت اسود رضی اللہ عنہ نے جب حضرت عائشہؓ سے دریافت کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گھر میں کیا معمول تھا؟ تو انھوں نے جواب دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر والوں کی خدمت میں رہا کرتے تھے، نماز کا وقت آتا تو نماز کے لیے چلے جاتے تھے۔

خدمت خلق کا معاملہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک کتنا اہم تھا اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کو عبادات کے ساتھ خدمت خلق کی باضابطہ تلقین فرمایا کرتے تھے اور یہ چاہتے تھے کہ آپ کے ساتھی دوسروں کے لیے سراپا خیر اور بھلائی کا سرچشمہ بن جائیں؛ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی خبر جب حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو انھوں نے صورت حال معلوم کرنے کے لیے اپنے بھائی کو مکہ بھیجا، مکہ سے واپسی پر انھوں نے ابوذر غفاریؓ کو یہ تفصیل بتائی: رأيت يأمر بمكارم الأخلاق میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ اعلیٰ اخلاق کا حکم دیتے ہیں، حضرت عبد اللہ بن سلام بیان کرتے ہیں کہ وہ پہلا ارشاد جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنا وہ یہ تھا: ”سلام کو عام کرو، کھانا کھلایا کرو اور صلہ رحمی کیا کرو۔“ ایک اور حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسکین کو کھانا کھلانا اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند ہے۔“ (کنزالعمال) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان تعلیمات اور اس نہج پر اپنے ساتھیوں کی تربیت کا نتیجہ تھا کہ حضرات صحابہ کرام میں خدمت خلق کا جذبہ اس طرح رچ بس گیا کہ ان کی زندگیاں اس جذبہ سے معمور ہوگئیں اور یہ چیزیں اس طرح ان میں سماگئیں جیسے پھولوں میں خوشبو، چندا میں چاندنی اور شفق میں لالی، اس کا نتیجہ تھا کہ یہ حضرات جہاں بھی رہے غریبوں کی دستگیری، مصیبت کے ماروں کی اعانت، مہمانوں کی ضیافت اور محتاجوں کی خدمت، آپ حضرات کا خاص مشغلہ رہا، یہی ان کا مشن تھا، انھوں نے زندگی اپنے لیے نہیں، بلکہ دوسروں کے لیے جیا، ضرورت مند ان کی تلاش میں نہیں نکلتے؛ بلکہ آپ حضرات ضرورت مندوں کی تلاش میں سرگرداں رہتے، اس کی مثالوں سے تاریخ وسیر کی کتابیں بھری پڑی ہیں، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ جب آپؓ خلیفہ بنے تو مدینہ کی ایک بچی آپ کے پاس آئی اور افسردگی کے ساتھ کہنے لگی: اب آپ خلیفہ بن گئے ہیں ہماری بکریوں کا دودھ کون دوہے گا؟ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قسم کھا کر کہا: میں پہلے کی طرح اب بھی یہ کام کروں گا، میری خلافت اس میں رکاوٹ نہیں بنے گی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کے سینوں میں خدمت خلق کی جو شمع روشن کی تھی اس کی تابانی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کوئی فرق نہیں پڑا اور خلیفہ ہونے پر بھی خدمت خلق کا مشن بدستور جاری رہا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ حال تھا کہ وہ اپنے آپ کو امیر المؤمنین نہیں، بلکہ اجیر المؤمنین یعنی مومنوں کا مزدور کہا کرتے تھے اور ہمیشہ ضرورت مندوں کی حاجت روائی میں لگے رہا کرتے تھے، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی دولت رفاہ عام کے کاموں کے لیے تقریباً وقف تھی، حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی خدمت خلق کے جذبہ سے اس طرح سرشار تھے کہ آپؓ کے در سے کوئی سوالی خالی ہاتھ نہیں جاتا تھا، آپ کا معروف قول ہے کہ جنت اس شخص کی مشتاق رہتی ہے جو اپنے بھائی کی حاجت روائی میں مصروف رہتا ہے، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض ہے کہ دنیا سماجی فلاح اور معاشرتی بہبود سے آشنا ہوئی، سوشل ویلفیئر Social welfare کا چرچا عام ہوا اور فلاحی مملکت کے قیام کا راستہ ہموار ہوا، اسلام میں خدمت خلق پر اس قدر زور اس لیے دیا گیا ہے کہ یہ معاشرہ میں استحکام اور امن وامان کے قیام کو یقینی بناتا ہے، لہٰذا جو سماج یا ملک اس جذبہ سے جتنا محروم ہوگا وہاں اسی حساب سے جرائم کی زیادتی، معاشی عدم مساوات، قتل و غارت گری اور خود غرضی ونفس پرستی کا دور دورہ ہوگا۔

وہ چیزیں جو نت نئے مسائل کو جنم دیتی ہیں، ان میں جھوٹے اور مصنوعی دین و مذاہب سرفہرست ہیں، جن کے پیشوا مذہب کے نام پر

لوگوں کو اپنا غلام بناتے ہیں، یہ اپنے فائدے کے لیے نت نئی رسمیں ایجاد کرتے ہیں اور ان کے ذریعہ لوگوں کا استحصال کرتے ہیں، یہ لوگوں سے نہ صرف ان کے مال و اسباب؛ بلکہ ان کی عزت وآبرو تک لوٹ لیتے ہیں اور یہ سب کچھ مذہب کے نام پر، انھوں نے اپنے کھوٹے مذاہب کو افیون کی شکل دے دی ہے کہ اس کے زیر اثر آنے والا اپنے دھرم گروؤں کے آگے بلا چوں چرا سر تسلیم خم کردیتا ہے، وہ صاحب علم ہو کر بھی نرے جاہل کی سی حرکت کرتا ہے اور عقل و دانائی رکھتے ہوئے بھی بے عقلی و نادانی کا مظاہرہ کرتا ہے، ان مصنوعی مذاہب نے لوگوں کو ذہنی وجسمانی طور پر اپنا غلام بنانے کے علاوہ ان کے درمیان نفرت وعداوت کی آگ بھڑکا رکھی ہے، انھوں نے انسانوں کو ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا ہے اور انھیں وہ ایک دوسرے سے متصادم رکھتے ہیں؛ تاکہ لوگ صحیح صورت حال کا ادراک نہ کر پائیں ، ان دھوکہ باز مذہبی رہنماؤں کی غلامی کو اپنے لیے اعزاز و افتخار سمجھیں اور اسی میں مست رہیں، اس نے بھی لوگوں کے مسائل میں کوئی کم اضافہ نہیں کیا ہے؛ اس لیے کہ اس کی وجہ سے لوگ باہم متصادم رہتے ہیں، جس کی وجہ سے وہ امن وچین سے محروم ہیں، ان کی توانائیاں اور صلاحیتیں منفی چیزوں میں ضائع ہوتی ہیں، اسلام کا عالم انسانیت پر سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ اس نے باطل خداؤں، دھوکہ باز آقاؤں سے انسان کو نجات دلوائی اور حقیقی خالق تک ان کی رہنمائی کی، جہاں سب برابر ہیں، رنگ ونسل اور زبان وعلاقہ کی بنیاد پر کوئی تفریق نہیں ہے، سب ہی اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں اور سب ہی برابر ہیں۔

معاشرہ میں عام طور پر زندگی گزارنے کے لیے لوگوں کو جن چیزوں کی شدید ضرورت پڑتی ہے وہ گنتی کی چند چیزیں ہیں جن میں قابل ذکر یہ ہیں: کھانا، کپڑا اور مکان۔

انسان کی ضرورتوں اور حاجتوں میں کھانے کا حصول سب سے اہم ہے، غریبوں، مسکینوں، مسافروں یہاں تک کہ طالب علموں کے لیے بھی کھانے کا حصول ایک بڑا مسئلہ ہے، اسلام نے انسان کی اس اہم اور بنیادی ضرورت کی مختلف طرح سے تکمیل کی ہے، سب سے پہلے تو اس نے ہر صاحب حیثیت اور مالدار کو اس بات پر اُبھارا اور مختلف طرح سے اس کی ترغیب دی کہ وہ بھوکوں کو کھانا کھلائیں اور اس عمل پر زبردست اجر وثواب کا وعدہ کیا:

”فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ۔“ (الحج:۲۸) ”خود بھی کھائیں اور تنگ دست محتاج کو بھی کھلائیں۔“

”وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّأَسِيْرًا۔“ (الدھر:۸) ”وہ اللہ کی محبت میں مسکین، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔“

یہ اجر وثواب کا وعدہ ان لوگوں کے لیے ہے جو اس پر قادر ہوں اور جو لوگ اس پر قدرت نہیں رکھتے ہوں تو ان کے لیے یہ حکم ہے کہ دوسروں کو اس کی ترغیب دیں اور اس کام کے لیے انھیں آمادہ کریں، اس صورت میں وہ بھی اس کار خیر میں برابر شریک ہوں گے اور انھیں بھی اس پر اجر ملے گا؛ لیکن اس عمل کو ترک کر دینے کی صورت میں وہ عذاب کے مستحق ہوں گے، یہ اس لیے بھی کہ اللہ تعالیٰ نے مالداروں کے اموال میں فقراء اور مساکین کا حصہ رکھا ہے، اگر وہ اس کی ادائیگی نہیں کریں گے اور غرباء بھوکے وننگے زندگی گزارنے پر مجبور ہوجائیں گے تو اللہ کی جانب سے اس پر ان کا سخت محاسبہ ہوگا:

”إن اللّٰہ فرض للفقراء من أموال الأغنياء قدر مايسعهم وإن منعوا هم حتى يجوعوا أو يعروا حاسبهم اللّٰہ حسابًا شديدًا۔“ (تاریخ بغداد:۸/۳۷)

خالق کائنات کی عظمت کا اعتراف اور خلق خدا پر شفقت ورحمت یہ اسلام کا وہ بنیادی پیغام ہے جسے نظر انداز کرنے کی نہ صرف مذمت کی گئی ہے؛ بلکہ اس کے لیے سخت عذاب کی وارننگ بھی دی گئی ہے۔

”أَرَأَيْتَ الَّذِىْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِO فَذٰلِكَ الَّذِىْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَO وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِO۔“ (الماعون:۱-۳)

ترجمہ: ”تم نے دیکھا اس شخص کو جو آخرت کی جزاوسزا کو جھٹلاتا ہے، وہی تو ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے اور مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا۔“

”وَلَا تَحَاضُّوْنَ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِO۔“ (فجر:۱۸)

ترجمہ: ”اور مسکینوں کو کھانا کھلانے پر ایک دوسرے کو نہیں اُکساتے۔“

انسان کی اہم اور بنیادی ضرورتوں میں کھانے کے بعد لباس کا نام آتا ہے، جس کی فراہمی کے لیے اسلام میں مختلف طریقے اختیار کیے گئے ہیں اور کھانے کے ساتھ ساتھ لباس کا باضابطہ ذکر کیا گیا ہے:

’’وَلاَ تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِيْ جَعَلَ اللّٰہُ لَكُمْ قِيَامًا وَارْزُقُوْهُمْ فِيْهَا وَاكْسُوْهُمْ وَقُوْلُوا لَهُمْ قَوْلاً مَّعْرُوْفًا۔‘‘ (النساء:۵)

ترجمہ: ’’وہ مال جسے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے قیام حیات کا ذریعہ بنایا ہے نادان لوگوں کے سپرد نہ کرو؛ البتہ انھیں کھانے اور پہننے کی لیے دو۔‘‘

’’فَكَفَّارَتُهٗ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِيْنَ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ أَهْلِيْكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ۔‘‘ (المائدہ:۸۹)

ترجمہ: ’’قسم توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو اوسط درجہ کا کھانا کھلاؤ جو اپنے گھر میں کھانا کھلاتے ہو یا انہیں کپڑا پہناؤ۔‘‘

کھانے اور کپڑے کا معاملہ چونکہ کافی اہم ہے؛ اس لیے اسلام نے اس پر خاص طور پر زور دیا ہے؛ تاکہ محروم افراد کے لیے ضروریات کی تکمیل کے لیے کوئی نہ کوئی شکل نکل جائے اور معاشرہ میں کوئی بھوکا ننگا نہ رہے، اس عام تعلیمات کے علاوہ اسلام نے سماج کے ایسے طبقوں کی جانب خاص طور پر توجہ دلائی ہے جو کسی طور پر اپنی بنیادی ضرورتوں کی تکمیل میں دشواری محسوس کرتے ہوں یا اس سے محروم ہوں، ان طبقوں میں اہم درج ذیل ہیں:

یتیم: اسلام نے کھانا کھلانے کی جہاں بھی ترغیب دی ہے اس میں یتیم کا خاص طور پر ذکر کیا ہے، اسے ایک بڑا کارِ خیر قرار دیا گیا ہے اور اس پر زبردست اجر وثواب کا وعدہ کیا ہے، اس کے علاوہ ان کے تحفظ، بہتر نشوونما، اچھی تعلیم وتربیت اور ان پر خصوصی شفقت کا حکم دیا ہے؛ تاکہ باغ انسانیت کے یہ پھول مرجھانے نہ پائیں، اگر وہ ایک مالی سے محروم ہوتے ہیں تو اس کی جگہ سیکڑوں مالی حرکت میں آئیں، اور اس طرح سے دیکھ بھال کریں کہ اس کی خوشبو ساری امت کے مشامِ جاں کو معطر کردے، تقریباً بائیس آیتیں قرآن میں ایسی ہیں جن میں یتیم سے متعلق خصوصی تعلیمات دی گئی ہیں۔

اس کے علاوہ کمزور ومعذوور، بیوہ، پڑوسی، مسافر اور ایسے مقروض جو اپنے قرض کی ادائیگی سے معذور ہوں، قوم ان کی حاجت روائی اور خدمت کے لیے ہمیشہ کمربستہ رہے، اور انھیں کبھی بھی بے یار ومددگار نہ چھوڑے، تعاون اور خدمت کے سلسلہ میں ہر شخص کے لیے یہ عمومی حکم موجود ہے کہ وہ اپنے عزیز واقارب کی ہر طرح سے تعاون کرتے رہیں، رشتہ داروں میں سب سے سرفہرست والدین ہیں، اسی طرح اسلامی معاشرہ کا تانابانا اس طرح ترتیب دیا گیا ہے کہ اگر اسے مسلم معاشرہ میں ٹھیک طور پر برتا جائے تو وہاں کوئی بھوکا پیاسا یا بغیر پرسان حال نہیں ہوگا، ہر ایک کی خبر گیری کی جانی یقینی ہے؛ لیکن اگر اتفاق سے کوئی بدنصیب ایسا ہو کہ اس تک مدد کا کوئی ہاتھ نہ پہنچ پائے تو یہ اسلامی حکومت کی ذمہ داری ہوگی کہ وہ حرکت میں آئے اور اس کی داد رسی کرے، خدمت خلق کا یہ اسلامی درس صرف مسلمانوں تک ہی محدود نہیں؛ بلکہ اس میں غیر مسلم بھی شامل ہیں؛ اس لیے کہ وہ بھی اللہ کی ہی مخلوق ہیں، چاہے وہ اس کا اعتراف کریں یا نہ کریں؛ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’الخلق عیال کلھم عیال اللہ وأحب خلقه الیه أنفعهم لعیالهم۔‘‘ (طبرانی)

یہ ایک حقیقت ہے کہ عہد حاضر میں سماجی خدمات کی جانت کافی توجہ دی گئی ہے، اس کے لیے سوشیالوجی کے نام سے مستقل مضمون اسکول کالج میں متعارف کرایا گیا ہے، اور اس میں پی ایچ، ڈی کی سطح تک تعلیم دی جاتی ہے، اس کام کے لیے دنیا میں ہر جگہ ہزاروں این جی اوز قائم ہیں، جنہوں نے سماجی خدمات کو ہی اپنا مشن بنایا ہوا ہے، عام طور پر یہ تأثر دینے کی کوشش کی جاتی ہے کہ یہ خالص مغربی دریافت ہے؛ چنانچہ اس سلسلہ میں ان کی جانب سے یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ اس کارِ خیر کا آغاز برطانیہ کے بادشاہ ہنری Henry کے اس حکم سے ہوا جو اس نے ۱۵۳۱ء میں غرباء کی جانچ پڑتال اور ان کی مدد سے متعلق دیا تھا؛ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ اس سے صدیوں پہلے کسی شخصی امر کے ذریعہ نہیں بلکہ اس دین کے ذریعہ ہوا ہے جسے اللہ کے آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے، اس میں خدمت خلق کوئی اضافی یا اخلاقی امر نہیں؛ بلکہ اس کے لیے وہ روح کا درجہ رکھتی ہے؛ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اس دین کو قیامت تک کے لیے چن لیا ہے؛ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا اصول ہے کہ وہ نفع بخش چیزوں کو ہی قرار ودوام عطا کرتا ہے، خواہ وہ کوئی بھی ہو اور کچھ بھی ہو کہ: ’’وَأَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ۔‘‘ (الرعد:۱۷) ’’لوگوں کو جو چیزیں فائدہ پہنچاتی ہیں ان کو ہی زمین پر قرار عطا ہوتا ہے۔‘‘

آج مغرب کو ان کی سرکشی اور ضلالت و گمراہی کے باوجود جو حیران کن ترقیاں، آنکھوں کو خیرہ کردینے والا عروج اور ناقابل

تسخیر قوت وشوکت عطا ہوئی ہے، اس کے پس پردہ ان کی نفع رسانی کی صفت بھی ہے؛ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ آج زندگی کا کوئی گوشہ اور کائنات کا کوئی چپہ ایسا نہیں ہے جہاں انھوں نے اپنی نفع رسانی کی مہر ثبت نہ کی ہو، دنیا کو پتھر کے دور سے خلائی دور تک پہنچانے میں ان کا بلاشبہ بہت بڑا حصہ ہے۔

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ عہد حاضر میں مادیت کے طوفان اور خودغرضی کے عفریت نے اس طرح انسان کو جکڑ لیا ہے کہ وہ انسان ہوکر بھی انسانیت سے عاری ہے، ایسے ماحول میں مغرب نے آگے بڑھ کر انسانیت کی خدمت کا بیڑا اٹھایا، مجبور ومعذور اور بے کس وبے سہارا کو تعاون کی بیساکھی فراہم کی، مظلوم ومقہور اور بے در وبے گھر افراد کے آنسو پوچھنے کے جتن کیے اور کر رہے ہیں: لیکن ان کا یہ کام صرف انسانیت کی خدمت کے لیے نہیں جو کہ اسلام کا خاصہ ہے: بلکہ اکثر وبیشتر ان کے بہت سے خفیہ ایجنڈے بھی ہوتے ہیں جنھیں وہ اس کے در پردہ انجام دیتے ہیں: چنانچہ اس وقت مغربی این جی اوز جن ممالک میں بھی انسانی خدمات کا شوروم کھولے بیٹھے ہوئے ہیں، خواہ وہ پناہ گزینوں کے لیے کیمپ کا انتظام ہو یا پھر غریبوں کے لیے ہاسپیٹل اور اسکول وکالج کا قیام اس کی آڑ میں عیسائیت کی تبلیغ، ملکوں کی جاسوسی اور مختلف طرح کے فتنوں کی نت نئی کاشت ان کا محبوب مشغلہ ہے، لہٰذا یہ ایک حقیقت ہے کہ انسانیت کی حقیقی اور بے لوث خدمت صرف اسلام کا حصہ ہے۔

☆☆ .... ☆☆

مولانا سیّد منظور احمد شاہ حجازیؒ

راقم الحروف کے محسنین میں سے ایک نام مولانا سیّد منظور احمد شاہ کا ہے۔ راقم جب دورۂ حدیث سے فارغ ہوا تو مولانا سیّد منظور احمد شاہ حجازی کی ترغیب پر مجلس کے شعبۂ تبلیغ سے وابستہ ہوا۔ موصوف جامعہ قاسم العلوم ملتان کے فضلاء میں سے تھے، مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ، مولانا مفتی محمد عبداللہ ڈیرویؒ ثم ملتانی، مولانا عبدالقادر ملتانی جیسے اساطین علم سے قرآن وسنت کے اسرار و رموز سیکھے۔ مناظر اسلام علامہ عبدالستار تونسویؒ، حضرت علامہ دوست محمد قریشیؒ سے مذاہب باطلہ کے رد پر تربیت حاصل کی۔ ملک کی معروف تبلیغی تنظیم، تنظیم اہلسنت کے مبلغ رہے، جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا کہ راقم انہیں کی ترغیب سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام منعقد ہونے والے ردِ قادیانیت کورس ۱۳۹۶ھ میں شریک ہوا۔ موصوف اس وقت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغین میں سے تھے۔ خطیب پاکستان حضرت مولانا محمد ضیاء القاسمیؒ سے یارانہ تھا، جہاں بھی رہے مولانا ضیاء القاسمیؒ کے ساتھ دوستی میں فرق نہیں آیا۔ مدارس عربیہ کے لئے مالی امداد اور اس کی اپیل اور لوگوں کی جیبوں سے چندہ نکالنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ آپ ملک بھر کے جامعات اور دینی مدارس کی ضرورت تھے۔ راقم ۱۹۷۵ء اور ۱۹۷۶ء میں باب العلوم کہروڑ پکا میں زیر تعلیم رہا۔ استاذ جی حکیم العصر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ جلسہ میں اپیل کے قائل نہیں تھے۔ ایک جلسہ میں آپ شریک ہوئے چونکہ آپ کا علاقائی تعلق بھی کہروڑ پکا کے قریب چند کلومیٹر کے فاصلہ پر جند پیر سے تھا۔ اس لئے اگر جامعہ والے نہ بھی بلاتے پھر بھی آپ تشریف لے آتے۔ جامعہ کے ایک تبلیغی جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمانے لگے کہ مجھے شیخ الحدیث صاحب (حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ) نے چندہ مانگنے سے روکا ہے، آپ کو دینے سے تو نہیں روکا۔ یہ کہہ کر ہزاروں روپے اکٹھے کرلئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے شعبۂ تبلیغ سے کافی عرصہ وابستہ رہے، پھر اپنی سابقہ جماعت تنظیم اہلسنت میں چلے گئے۔ ادیب وخطیب حضرت مولانا عبدالشکور دین پوریؒ نے نوجوان خطیبوں کو مجلس علماء اہلسنت کے اسٹیج پر اکٹھا کیا تو مجلس علماء میں چلے گئے۔ غالباً مجلس علماء کے مرکزی نائب صدر چنے گئے۔ بھرپور تبلیغی زندگی گزاری۔ تجاویز آپ کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑی ہوتی تھیں۔ تجاویز پیش کرنے کے بادشاہ تھے، جب مجلس میں تھے تو مولانا عبدالرحیم اشعرؒ، مولانا قاضی اللہ یار خانؒ آگے چل کر مولانا خدا بخشؒ اور مولانا اللہ وسایا مدظلہ مرکزی مبلغین کی حیثیت سے مدارس عربیہ اور جامعات کے تبلیغی پروگراموں میں مجلس کی بھرپور نمائندگی فرماتے۔ جب ضعف وعوارض نے گھیر لیا تو کہروڑ پکا لودھراں پر جامعہ حجازیہ کے نام سے ادارہ قائم کیا۔ غالباً تین نکاح کئے، پہلے نکاح سے سیّد عبدالغفار نے جامعہ حجازیہ کا نظم ونسق سنبھالا ہوا ہے۔ ایک نکاح آپ کا ہمارے شجاع آباد کے علاقہ سے بھی ہوا، اس اہلیہ محترمہ سے مولانا عبدالجبار مدظلہ ہیں جو ایک عرصہ تک جامعہ حنفیہ بورے والا کے استاذ بلکہ بڑے اساتذہ کرام میں شمار ہوتے تھے، پھر سعودی عرب چلے گئے، عرصہ ہوا کہ ان سے ملاقات نہ ہوسکی۔ حضرت مولانا سیّد منظور احمد شاہ حجازیؒ ۱۰؍جون ۲۰۰۱ء کو رحلت فرماگئے، آپ اپنے علاقائی قبرستان جند پیر میں آرام فرما ہیں۔ (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

"صُوَرٌ مِنْ حَيَاةِ الصَّحَابَة" زندگیاں صحابہ رضی اللہ عنہ کی

حضرت ابوسفیان بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ

’’جو شخص پیروی کرنا چاہے، اسے ان لوگوں کی پیروی کرنی چاہیے جو وفات پا چکے ہیں۔ اس لئے کہ آدمی جب تک زندہ رہتا ہے، اس کے فتنے میں پڑنے اور دین حق سے ہٹ جانے کا خطرہ رہتا ہے۔ وہ لوگ جن کی پیروی کرنی ہے؛ اصحابِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، وہ لوگ اس امت کے افضل ترین افراد تھے، ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری تھی، وہ دین کا گہرا علم رکھتے تھے، اور تکلف سے دور تھے، ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی صحبت اور اپنے دین کی اقامت کے لیے منتخب فرمایا تھا۔ مسلمانو! تم ان کا مقام پہچانو، ان کے پیچھے چلو اور ان کے اخلاق وسیرت کو حتی الامکان مضبوطی سے پکڑو، اس لیے کہ وہ لوگ صراطِ مستقیم اور اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی راہِ ہدایت پر تھے۔‘‘ (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)

تصنیف: ڈاکٹر عبدالرحمٰن رأفت پاشا مرحوم (مصر) مترجم: مولانا اقبال احمد قاسمی، یوکے اسلامک مشن

دو شخصوں کے درمیان شاید ہی کبھی ایسے گہرے اور مضبوط تعلقات قائم ہوئے ہوں گے، جیسے حضرت محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو سفیان بن حارث رضی اللہ عنہ کے درمیان تھے۔

ابوسفیان، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم عمر اور ان کے ہم جولی تھے، دونوں ایک زمانے میں پیدا ہوئے اور ایک ہی خاندان میں ان کی نشوونما ہوئی۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی عم زاد تھے۔ ان کے والد حارث اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد عبداللہ ایک ہی صلب، صلب عبدالمطلب سے تھے۔ مزید برآں یہ کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی بھی تھے۔ سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے ان دونوں کو ایک ہی وقت میں دودھ پلایا تھا۔ ان تعلقات کے علاوہ وہ نبوت سے قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہایت گہرے دوست تھے اور جسمانی طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے غیر معمولی مشابہت رکھتے تھے۔

انہیں تمام وجوہ و اسباب کی بنا پر ابو سفیان کی ذات سے اس بات کی توقع کی جاتی تھی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر لبیک کہنے میں پہل کریں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں سب پر سبقت لے جائیں گے، لیکن اس توقع کے علی الرغم معاملہ بالکل برعکس سامنے آیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسے ہی کارِ نبوت دعوت کا آغاز فرمایا اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو اللہ کے عذاب سے ڈرانا شروع کیا، اچانک ابوسفیان کے سینے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف غیظ و غضب اور بغض و عداوت کی آگ بھڑک اٹھی اور ان کی دوستی دشمنی میں، صلہ رحمی قطع رحمی میں اور بھائی چارگی نفرت و اعراض میں بدل گئی۔

ابوسفیان بن حارث کا شمار اس وقت قریش کے مشہور شہسواروں اور اس کے اونچے درجے کے شعراء میں ہوتا تھا۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت اور ان کی دعوت کی مزاحمت میں اپنی تلوار اور زبان دونوں کا بھرپور استعمال کیا اور اسلام کو نقصان پہنچانے اور مسلمانوں کی اذیت رسانی اور انہیں بیخ وبُن سے اکھاڑ پھینکنے میں انہوں نے کوئی کسر نہ چھوڑی۔

قریش نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جتنی بھی جنگیں لڑیں، ان سب جنگوں کی آگ بھڑکانے والے یہی ابوسفیان تھے اور مسلمانوں کو جتنی بھی اذیتیں اور تکلیفیں جھیلنی پڑیں ان سب میں ان کا زبردست ہاتھ تھا۔ اس شخص نے اپنی شاعری کے شیطان کو بیدار کیا اور اپنی زبان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو میں بے لگام چھوڑ دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ مبارک میں انتہائی دریدہ دہنی کا مظاہرہ کرتے ہوئے نہایت گھٹیا، فحش اور دل آزار قسم کے اشعار کہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کی دشمنی کا زمانہ بیس سال کی طویل مدت تک پھیلتا چلا گیا۔ اس دوران میں انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے خلاف سازشوں، ریشہ دوانیوں اور ایذا رسانیوں کے تمام مکروہ

سے بات کرکے انہیں مجھ سے راضی کردیجئے۔“

مگرانہوں نے کہا کہ:

”نہیں! خدا کی قسم میں تمہارے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعراض کو دیکھ چکا ہوں۔ ایسی حالت میں تمہارے متعلق میں ان سے کوئی بات نہیں کرسکتا۔ میں ان کا احترام کرتا ہوں اوران سے ڈرتا ہوں۔البتہ آئندہ موقع محل کی مناسبت سے کوئی بات کرسکتا ہوں۔“

میں نے کہا:

”چچا جان! تواس وقت آپ مجھے کس کے حوالے کررہے ہیں؟“

انہوں نے جواب دیا:

”جو کچھ تم مجھ سے سن چکے ہو، اس کے علاوہ میرے پاس کوئی جواب نہیں ہے۔“

ان کا یہ جواب سن کر میرے اوپر شدید حزن و ملال کی کیفیت طاری ہوئی۔ اس کے تھوڑی ہی دیر بعد میں نے اپنے عم زاد علی بن ابی طالب ؓ کو دیکھا اور ان سے اپنے اس معاملے میں بات کی، مگر انہوں نے بھی وہی کہا جو چچا عباس ؓ نے کہا تھا۔ تب میں پھر چچا عباس ؓ کے پاس واپس آیا اوران سے کہا:

”چچا جان! اگر آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارش کرکے میرے لئے ان کے دل میں کوئی جگہ نہیں بناسکتے تو کم از کم مجھے اس شخص سے بچالیجئے جو برابر مجھے بُرا بھلا کہہ رہا ہے اور دوسروں کو بھی اس پر اکسا رہا ہے۔“

”کون ہے وہ؟ ذرا اس کا حلیہ تو بیان کرو؟“

انہوں نے پوچھا۔ جب میں نے اس کا حلیہ بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ:”وہ نعیمان بن حارث نجاری ہیں۔“ پھر ایک شخص کو بھیج کر انہیں بلوایا اوران سے کہا:

”نعیمان! ابوسفیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عم زاد اور میرا بھتیجہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ آج اس سے خفا ہیں لیکن عنقریب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے راضی ہو جائیں گے۔اس لئے بہتر ہے کہ تم اس کو ستانے سے باز آجاؤ۔“ اور برابر ان سے اصرار کرتے رہے حتی کہ وہ اس بات پر آمادہ ہوگئے کہ سب وشتم سے باز آجائیں گے اور کہا کہ اب میں ان سے کوئی تعرض نہیں کروں گا۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جحفہ (مدینہ اور مکہ کے درمیان ایک مقام جو مکہ سے چار منزل کے فاصلے پر واقع ہے) میں نزول فرمایا تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قیام گاہ کے دروازے پر جا بیٹھا اور اپنے لڑکے جعفر کو اپنے پاس کھڑا کرلیا۔ خیمے سے نکلتے ہوئے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہیں میرے اوپر پڑیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف سے نظریں پھیرلیں، لیکن پھر بھی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا مندی سے نا اُمید نہیں ہوا۔ میں نے اپنا معمول بنالیا کہ جب بھی کسی منزل پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام ہوتا، میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر جا کر بیٹھ جاتا اور اپنے لڑکے جعفر کو اپنے پاس کھڑا کرلیتا، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی مجھے دیکھتے منہ پھیر لیتے۔

میں کافی دنوں تک اس صبر آزما صورت حال سے دوچار رہا، آخر کار جب یہ پریشانی میرے لئے ناقابل برداشت ہوگئی تو ایک دن میں نے اپنی بیوی سے کہا:

”خدا کی قسم! اب میرے سامنے دو ہی راستے باقی رہ گئے ہیں یا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے راضی ہو جائیں، ورنہ میں اپنے اس لڑکے کو ساتھ لے کر نکل جاؤں گا اور زمین میں حیران وسرگرداں پھرتا رہوں گا، حتی کہ ہم دونوں بھوک پیاس سے مرجائیں۔ جب یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو وہ کچھ نرم پڑے اور ان کے دل میں میرے لئے ہمدردی اور رحمت وشفقت کے جذبات بیدار ہوگئے اور جب خیمہ سے باہر تشریف لائے تو پہلی بار میری طرف محبت آمیز نظر سے دیکھا اور میں نہال ہوگیا۔ مجھے ایسا محسوس ہورہا تھا کہ لبِ مبارک کی بند کلی اب کھل اٹھے گی۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے، میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمرکاب تھا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام کی طرف روانہ ہوئے، میں دوڑتا ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے آگے چل رہا تھا۔غرضیکہ میں کسی حال میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا نہ ہوتا۔

حنین کی وادی میں بنوہوازن نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے زبردست جمعیت اکٹھا کی اور غیر معمولی تیاریوں اور بے پناہ جوش کے ساتھ آپ کے مدمقابل ہوئے۔انہوں نے اسلام اور مسلمانوں پر آخری اور فیصلہ کن ضرب لگانے کا تہیہ کررکھا تھا۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لئے صحابہ کرام ؓ کا لشکر لے کر روانہ ہوئے تو میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شامل ہوگیا اور جب میں نے مشرکین کے اس زبردست اجتماع کو دیکھا تو اپنے دل

میں کہا:

’’خدا کی قسم آج میں ان تمام محرومیوں اور کوتاہوں کی تلافی کردوں گا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کے نتیجے میں مجھ سے سرزد ہوئی ہیں آج میں ایسی جرأت و شجاعت کا مظاہرہ کروں گا جو میرے تمام پچھلے گناہوں کا کفارہ بن جائے گی اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے راضی ہوجائیں گے۔‘‘

جب دونوں فوجوں میں مڈبھیڑ ہوئی تو مشرکین کا دباؤ مسلمانوں پر بڑھنے لگا۔

اس کٹھن گھڑی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دلیری وشجاعت دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی۔ آپ میدان جنگ کے بیچوں بیچ اپنے خچر ’’شہباء‘‘ پر مضبوط چٹان کی طرح ڈٹے ہوئے تھے اور ایک بپھرے ہوئے شیر کی مانند شمشیر بکف اپنی اور اپنے آس پاس کے لوگوں کی طرف سے مدافعت کر رہے تھے۔ اس وقت میں اپنے گھوڑے سے کود پڑا اور اپنی تلوار کی نیام توڑ کر پھینک دی۔ خدا جانتا ہے کہ اس وقت میرا ارادہ یہی تھا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدافعت میں لڑتا ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہی شہید ہو جاؤں۔ میرے چچا حضرت عباسؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر کی لگام تھامے ایک جانب کھڑے تھے۔ میں نے دوسری سمت اپنی جگہ سنبھالی۔ میرا دایاں ہاتھ تلوار کے قبضے پر تھا اور بائیں ہاتھ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رکاب تھامے دشمنوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دور ہٹا رہا تھا۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس طرح بے جگری کے ساتھ لڑتے ہوئے دیکھا تو بڑے تحسین آمیز انداز میں چچا عباسؓ سے پوچھا:

’’یہ کون ہے، جو اس طرح دادِ شجاعت دے رہا ہے؟‘‘

’’یہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا بھائی، آپ کا عم زاد ابوسفیان بن حارث ہے۔ اے اللہ کے رسول! آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس سے راضی ہوجائیں۔‘‘ چچا جان نے جواب دیا۔

’’میں اس سے راضی ہوا، اللہ تعالیٰ اس کی اس ساری عداوت کو معاف فرمائے، جو اس نے اب تک میرے ساتھ کی ہے۔‘‘ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے راضی ہوگئے، اس سے مجھے بے پناہ مسرت حاصل ہوئی اور میرا دل خوشی کے مارے بلیوں اچھلنے لگا۔ میں نے رکاب ہی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کو بوسہ دیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف ملتفت ہوتے ہوئے فرمایا:

’’میرے بھائی! آگے بڑھو اور دشمن پر ٹوٹ پڑو۔‘‘

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے اپنے لئے یہ کلمات سن کر میرے اندر شجاعت و دلیری کے شعلے بھڑک اٹھے اور میں نے مشرکین پر ایسا زوردار حملہ کیا کہ ان کے قدم ڈگمگا گئے اور وہ اپنی جگہ سے ہٹ گئے، اس حملے میں بہت سے مسلمان بھی میرے ساتھ شریک ہوگئے۔ ہم ان کو تقریباً تین میل تک کھدیڑتے چلے گئے اور وہ مختلف اطراف میں بھاگ نکلے۔

حضرت ابوسفیان بن حارثؓ کو غزوۂ حنین کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی کی نعمت حاصل ہوگئی اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی سعادت سے بھی سرفراز ہوگئے۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنے سابقہ رویئے کی وجہ سے ان کو ایسی شرمندگی و پشیمانی دامن گیر ہوئی کہ وہ زندگی بھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کی طرف کبھی نظر نہ اٹھا سکے، نہ کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے آنکھیں چار کرسکے۔ حضرت ابوسفیانؓ اپنی زندگی کے ان تاریک ایام پر بے حد ندامت و خجالت محسوس کرتے جو دورِ جاہلیت کی نذر ہوگئے، جن میں نورِ خداوندی اور کتابِ الٰہی سے محروم رہے، لیکن اب وہ شب و روز قرآن کریم پر جھکے رہتے، اس کی آیات کی تلاوت اور اس کے احکام پر غوروفکر میں مشغول رہتے اور اس کی نصیحتوں سے بھرپور استفادہ کی کوشش کرتے۔

انہوں نے دنیا اور اس کی عیش و آرام سے یکسر کنارہ کشی اختیار کرلی اور اپنے تمام اعضاء و جوارح کے ساتھ خدائے تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوگئے، یہاں تک کہ ایک روز جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مسجد میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

’’عائشہ! جانتی ہو، یہ کون ہے؟‘‘

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا:

’’نہیں! اے اللہ کے رسول!‘‘

’’یہ میرے عم زاد ابوسفیان بن حارثؓ ہیں۔ دیکھو! یہ سب سے پہلے مسجد میں آتے ہیں اور سب سے آخر میں اس سے نکلتے ہیں اور جب تک اس میں رہتے ہیں، نماز میں مشغول رہتے ہیں۔‘‘ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اور وہ اپنے رب سے جا ملے تو حضرت ابوسفیانؓ شدید صدمہ اور رنج والم سے دوچار ہوئے، ایسے صدمے سے جو کسی ماں کو اپنے اکلوتے فرزند کی وفات پر بھی نہیں ہوتا، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی کے غم میں اس طرح پھوٹ پھوٹ کر روئے جس طرح کوئی شخص اپنے محبوب کی جدائی پر بھی نہیں روتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد میں ایسا شاہکار اور دردانگیز مرثیہ کہا جوان کے سوزِ محبت، دردِ عشق اور اندرونی کرب و الم کا آئینہ دار ہے۔

حضرت عمر فاروقؓ کے زمانۂ خلافت میں انہیں اس بات کا احساس ہوا کہ اب ان کی موت کا وقت قریب آ گیا ہے تو انہوں نے اپنے ہاتھوں اپنے لئے قبر کھودی اور اس پر ابھی تین دن بھی نہیں گزرے تھے کہ ان کا آخری وقت آ پہنچا، جیسے موت کے ساتھ ان کا کوئی عہد و پیمان ہو۔ اس وقت انہوں نے اپنے گھر والوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

’’خبردار! میری موت پر آنسو نہ بہانا۔ خدا گواہ ہے کہ اسلام قبول کرنے کے بعد میں نے کسی گناہ کا ارتکاب نہیں کیا ہے..... پھر ان کی پاکیزہ روح اس دارِفانی کو چھوڑ کر اپنی ابدی آرام گاہ کی طرف پرواز کرگئی انا للہ وانا الیہ راجعون۔‘‘

ان کی نماز جنازہ حضرت عمر فاروق اعظمؓ نے پڑھائی، اس موقع پر حضرت عمرؓ اور تمام صحابہ کرامؓ غم سے نڈھال ہوگئے اور ان کی وفات کو اسلام اور مسلمانوں کے لئے ایک زبردست حادثہ شمار کیا گیا۔

☆☆ .... ☆☆

حافظ محمد یونسؒ، بہاولپور

حافظ محمد یونسؒ سے ۱۹۸۰ء سے یاد اللہ رہی ہے۔ حافظ صاحب شاہی بازار بہاولپور میں گھڑیوں کی دکان کرتے تھے اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ ماہوار تعاون کرتے تھے، وہ تاجروں کے مسائل حل کرانے کے لئے بھی شب و روز مصروف رہتے تھے۔ اس وقت مرکزی انجمن تاجران کے صدر جناب غلام سرور خانؒ تھے جو جمعیت علماء اسلام بہاولپور کے بھی امیر تھے اور ہمارے حاجی سیف الرحمٰنؒ بھی متحرک وفعال شخصیت کے مالک تھے۔ جناب غلام سرور خان جمعیت علماء اسلام کے ضلعی امیر، مرکزی انجمن تاجران بہاولپور کے صدر اور تحریک ختم نبوت کے ممتاز راہنماؤں میں سے تھے۔ بہت سے قادیانی مسلم مسائل ان کے ناخن تدبیر سے حل ہوئے۔ ہمارے حاجی سیف الرحمٰنؒ کے ساتھ چولی دامن کا ساتھ تھا۔ حاجی صاحب بھی سیاستاً جمعیت علمائے اسلام سے وابستہ تھے اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کے رکن۔ بعدازاں مجلس بہاولپور کے امیر تو خان اور حاجی دینی، سیاسی، سماجی مسائل کے حل کے لئے قدم بقدم۔ غلام سرور خانؒ کی وفات کے بعد حاجی سیف الرحمٰن مرکزی انجمن تاجران کے صدر بنا دیئے گئے، اس دوران ۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت شروع ہوئی، تو انجمن تاجران بازاروں کے صدور اور سیکریٹریز مجلس عمل کے اراکین۔ تو ان دنوں حافظ محمد یونسؒ بھی تحریک ختم نبوت کی مجلس عمل کے اراکین میں سے تھے۔

حاجی سیف الرحمٰنؒ کی عمر زیادہ ہوگئی تو انجمن تاجران کی صدارت سے پیچھے ہٹ گئے تو جمعیت علماء پاکستان کے جناب سراج بدر مرکزی انجمن تاجران کے صدر بنا دیئے گئے۔ جناب سراج بدر جمعیت علمائے پاکستان کی، ہمارے اجلاسوں میں نمائندگی کرتے۔ ان کی وفات کے بعد مرکزی انجمن تاجران کے صدور بدلتے رہے۔ کچھ عرصہ سے حافظ محمد یونس مرکزی انجمن تاجران کے صدر چلے آرہے تھے۔ جب کہیں ملاقات ہوتی تو خندہ پیشانی سے پیش آتے اور راقم سے کہتے کہ میں مرکزی انجمن تاجران کا صدر بعد میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا کارکن پہلے ہوں۔

افتراق وانتشار کا دور دورہ ہے ہر جگہ، ہر ادارہ، ہر جماعت ٹکڑوں میں بٹے ہوئے ہیں ایسے ہی انجمن تاجران بہاولپور میں بھی گروپ بازی ہے۔ کئی سال سے تاجروں کے ایک گروپ کے صدر چلے آرہے تھے تقریباً ستر سال کے پیٹے میں ہوں گے۔

ایک عرصہ سے دل کے مریض چلے آرہے تھے۔ علاج معالجہ جاری رہا کہ وقت موعود آن پہنچا اور ان کی روح ۲۴؍جون ۲۰۲۳ء کو قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔ اگلے دن ان کی نماز جنازہ جامعہ باب العلوم کہروڑپکا کے استاذ الحدیث حضرت مولانا قاری محمد احمد مدظلہ کی اقتدا میں ادا کی گئی۔ اللہ پاک ان کی قبر پر شبنم افشانی کرے۔ (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

”اٹھتے جاتے ہیں اس بزم سے اربابِ نظر“

مولانا محمد کلیم اللہ حنفی

31 جولائی 2023ء بروز سوموار علم وعمل، اخلاص وللّٰہیت، بے نفسی و فنائیت کے جگمگ جگمگ تاروں میں سے ایک تارہ ٹوٹ کر افق کے ”اُس پار“ چلا گیا ہے۔یعنی درویش خدامست، میرے مشفق ومہربان استاد حضرت اقدس مولانا ارشاد احمد رحمہ اللہ مہتمم وشیخ الحدیث دارالعلوم عیدگاہ کبیر والا خُلدِ آشیاں ہوگئے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔آپ رحمہ اللہ کی جدائی پر ہر چشم اشکبار، ہر قلب بے قرار، ہر محب مضطر اور ہر مسترشد غمگین وحزین ہے۔کثیر بندگانِ خدا کی زندگیوں کو علم وعمل اور اخلاص و اخلاق کے سانچے میں ڈھالنے والے بندۂ خدا کی داستانِ حیات کا ایک ایک ورق ایسا ہے کہ جس میں حق تعالیٰ کی معرفت، سنت کی اتباع، علم وعمل کی جامعیت، اخلاص کی چاشنی، اخلاق کی مٹھاس، آداب کی شیرینی اور کردار کی خوشبو آپ کو ایک جگہ پر ملے گی۔

آپ کا نام ارشاد احمد ولد رحیم بخش ہے، جنوبی پنجاب کے گنجان آباد شہر ڈیرہ غازی خان میں ایک پسماندہ علاقے شادن لنڈ میں 1955ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم قریبی بستی کھجی والی میں حاصل کی، تیرہ سال کی عمر میں قرآن کریم کے حفظ کی سعادت حاصل کی، عمر کے چودھویں سال میں جامعہ احیاء العلوم مظفر گڑھ میں درس نظامی کی تعلیم شروع کی۔ دارالعلوم دیوبند کی فارغ التحصیل دو بزرگ شخصیات مفتی محمد صدیق اور مولانا محمد عمر صاحب کی زیر سرپرستی ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ بعد ازاں جنوبی پنجاب کی قدیمی تعلیمی درسگاہ جامعہ مظاہر العلوم کوٹ ادو تشریف لے گئے اور مفتی عبدالجلیل صاحب اور مولانا فیض الباری صاحب سے اہم اہم کتب پڑھیں۔ یہ وہ زمانہ تھا جب دارالعلوم دیوبند کے مایہ ناز فضلاء میں سے حضرت مولانا عبدالخالق صاحب نوراللہ مرقدہ نے کبیر والا کی سرزمین پر دارالعلوم عیدگاہ کبیر والا کے نام سے ایک مدرسہ قائم کر دیا تھا۔جس کا شہرہ دور دور تک پھیل چکا تھا اور شائقین علم کشاں کشاں اس کی طرف کھنچے چلے آ رہے تھے۔انہی میں ایک سنہرا نام مولانا ارشاد احمد صاحب کا بھی شامل ہے۔آپ رحمہ اللہ نے دارالعلوم میں تعلیم حاصل کی، تمام اساتذہ سے کسب فیض کیا لیکن جس شخصیت کی صحبت صالحہ کا آپ پر سب سے زیادہ رنگ چڑھا وہ حضرت مفتی عبدالقادر صاحب نوراللہ مرقدہ کی شخصیت ہے۔ ظاہری و باطنی علوم کی آمیزش نے آپ کے ظاہر و باطن کو ایسا کندن بنایا کہ اب ایسے لوگ خال خال دکھائی دیتے ہیں۔ حصول تعلیم کے زمانے میں مالی فراوانی سے طالب علم کو دور رکھنا خدا کا تکوینی نظام ہے جس کی کھود کرید کرنا ہم جیسوں کو زیب نہیں دیتا۔حضرت استاد محترم کا زمانہ طالب علمی بھی اسی تسلسل کی ایک کڑی تھا۔ جب آپ درس نظامی کر رہے تھے انہی دنوں آپ کے والد گرامی کی وفات ہوگئی۔ مجھے یاد ہے کبھی کبھی دوران سبق فرمایا کرتے: میں نے بہت تنگی کے حالات میں تعلیم حاصل کی ہے۔ کٹھن حالات میں اپنے مصلح و مربی حضرت مفتی عبدالقادر نوراللہ مرقدہ کی ہدایات کے مطابق تعلیمی سفر کو جاری رکھا اور بالآخر ۱۹۹۷ء میں دستارِ فضیلت حاصل کی۔

دارالعلوم کبیر والا کو پورے ملک کے دینی جامعات میں یہ اعزاز حاصل ہے کہ یہاں کے فضلاء اکثر وبیشتر شعبۂ تدریس سے وابستہ ہوتے ہیں، جس کی وجہ یہاں کے تعلیمی نظام میں مطالعہ وتکرار کا منظم ہونا ہے۔ استاذ محترم نے بھی تعلیمی سفر کی آخری منزل پر پہنچ کر تدریسی سفر کے لئے کمر کس لی۔

شورکوٹ کے قدیم دینی ادارے جامعہ عثمانیہ میں تدریس کا آغاز کیا، عرصہ تین سال تک یہاں ابتدائی درجات میں پڑھاتے رہے۔ ۱۹۸۲ء میں اپنے مادر علمی دارالعلوم عیدگاہ کبیر والا میں تشریف لائے اور پھر یہیں کے ہی ہو کر رہ گئے، میں نے حضرت استاذ جیؒ سے ارشاد

الصرف، شرح مایہ عامل، ہدایۃ النحو، جامع الترمذی جلد اول اور صحیح بخاری جلد اول پڑھی ہے۔

طریقۂ تدریس میں آپ کے چند ایسے امتیازات ہیں جو صرف آپ ہی کا خاصہ تھے۔ ٹھہر ٹھہر کرایک ایک لفظ کو واضح کر کے سبق پڑھاتے، مشکل سے مشکل سبق آسان سے آسان الفاظ میں سمجھاتے، ایک ہی بات کو بار بار مختلف انداز میں دہراتے، سمجھاتے وقت سوال و جواب کا ایسا انداز اپناتے کہ آپ کی بات مکمل ہوتے ہی طالب علم کی زبان پر اس کا جواب آچکا ہوتا۔ سبق کے دوران اصلاح اخلاق و اعمال کی کوئی بات آجاتی تو حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کے ملفوظات کی روشنی میں اس کی ایسی دلنشین تشریح وتعبیر بتلاتے کہ بات دل پر نقش اور زبان پر ازبر ہوجاتی۔ طلبا کی اکتاہٹ کو دور کرنے کے لیے فحش گوئی سے پاک لطائف سناتے جس سے بوریت زائل ہوجاتی، طلباء تازہ دم ہوجاتے اور انسان کو زندگی کا ایک سبق بھی حاصل ہوجاتا۔ کلاس میں موجود تمام طلباء کو یکساں توجہ دینے کی کوشش فرماتے لیکن سب سے زیادہ وہ مستفید ہوتے جو آپ کے دائیں طرف بیٹھے ہوتے۔ درس نظامی کی اکثر کتب عربی زبان میں ہیں عربی زبان کے قواعد و ضوابط اور گرائمر کی مضبوطی سے اس کا صحیح فہم نصیب ہوتا ہے اس میدان میں آپ کو امام الصرف و النحو کا اعزاز حاصل رہا ہے۔ یہ وہ ساری باتیں ہیں جو کسی سے سنی سنائی نہیں بلکہ خود آنکھوں دیکھی ہیں۔ میں خود دارالعلوم کبیر والا کے دسترخوان علم کا خوشہ چیں ہوں۔ درس نظامی (اولیٰ تا عالمیہ دورہ حدیث شریف تک) کا نصاب اسی ادارے میں پڑھا ہے۔ عرصہ آٹھ سال تک مذکورہ حقائق کو قریب سے قریب تر ہوکر دیکھا ہے۔

تقریبا انیس سال کے لگ بھگ دارالعلوم کے منصب اہتمام پر فائز رہے۔ ادارے کا تعارف اگرچہ پہلے سے ہی پاکستان کے معروف دینی جامعات میں ہوتا تھا لیکن آپ اس میں مزید بہتری لائے، آپ کے زمانہ اہتمام میں دارالعلوم نے جس سرعت سے ظاہری و باطنی ترقی کی ہے اس کی مثال بہت کم ملتی ہے۔ وسیع و عریض تین منزلہ خوبصورت مسجد، چار منزلہ دار فاروق اعظم، چار منزلہ بلڈنگ جس میں دارالافتاء، لائبریری، دفتر تذکرۂ دارالعلوم اور دارالحدیث موجود ہے۔ پانچ منزلہ جدید دارالقرآن جس کی تعمیر تاحال جاری ہے۔ ایڈمن بلاک، اساتذہ کے مکانات، جدید ہاسٹل بلڈنگ وغیرہ سب آپ کی محنتوں کا وہ ثمر ہے جس سے ابنائے دارالعلوم مدت مدید تک نفع اندوز ہوتے رہیں گے۔ آپ کی کوششوں کا ایک نتیجہ ہمیں یہ بھی کھلی آنکھوں سے دکھائی دیتا ہے کہ کبیر والا کے مضافات میں کئی چھوٹے بڑے دینی مدارس آپ کی سرپرستی میں چل رہے ہیں۔

آپ صرف ایک روایتی طرز کے مدرس ہی نہ تھے بلکہ آپ کی زندگی کا ایک حصہ وہ ہے جو کم لوگوں کے علم میں ہے۔ آپ ناموس رسالت، عقیدہ ختم نبوت، تحفظ ناموس صحابہ و اہلبیت رضی اللہ عنہم اجمعین اور حرمت قرآن کے شیر دل محافظ تھے۔ جب کبھی بھی نیشنل یا انٹرنیشنل سطح پر ان حساس عنوانات پر انارکی پھیلانے کی مذموم کوشش کی گئی تو ہم نے آپ کو صف اول میں دیکھا۔ بقائے باہمی، ملکی سالمیت اور استحکام کے لیے آپ کی کوششیں لائق تقلید ہیں۔ ہر سال چودہ اگست یوم آزادی پاکستان کے موقع پر دارالعلوم میں پرچم کشائی اور ملک و ملت کے لیے مخلصانہ دعائیں آپ کی وطن دوستی کا ثبوت رہا ہے۔ ایک عرصہ دراز تک وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی مجلس عاملہ کے رکن اور امتحانی کمیٹی کے ممبر رہے ہیں۔ آپ کی قیمتی آراء اور مفید مشوروں کو وفاق المدارس کی ترقی میں کافی دخل ہے۔

آپ کی رحلت کا صدمہ آپ کے سب متعلقین کو ہوا لیکن آپ کی اولاد کے بعد سب سے زیادہ صدمہ دارالعلوم کے طلبہ و علماء اور اساتذہ کو ہوا ہے۔ بالخصوص آپ کے دست راست، رفیق کار، ہم مزاج، ہم دم، ہم ساز حضرت استاد محترم مفتی حامد حسن رئیس دارالافتاء دارالعلوم کبیر والا کو ہوا ہے۔ باقی تمام اساتذہ درجہ بدرجہ اس غم میں شریک ہیں۔ حضرت استاد جی رحمہ اللہ کے بڑے صاحبزادے برادر عزیز مفتی محمد اویس ارشاد میرے کلاس فیلو ہیں۔ ''الولد سر لابیہ'' کے مصداق ہیں، آپ کے علم وعمل اور اوصاف کریمانہ کے وارث ہیں۔ اللہ کریم دارالعلوم کے تمام اساتذہ، طلبہ اور بالخصوص مفتی اویس صاحب اور حضرت استاد جی رحمہ اللہ کے فرزند قاری محمد صہیب ارشاد آپ کی اہلیہ، آپ کی بیٹیوں اور آل اولاد کو اپنی حفظ وامان میں رکھے۔

(باقی صفحہ 25 پر)

دجال کی حقیقت

افادات: حضرت مولانا محمد قاسم عباسیؒ

مولانا محمد رضوان قاسمی

حضرت مولانا محمد قاسم عباسیؒ نوجوان عالم دین تھے، دن رات علم دین کی خدمت میں مصروف رہے، درس و تدریس، وعظ و نصیحت، اصلاح وارشاد، احقاق حق اور ابطال باطل، عوام و خواص کے لئے تربیتی پروگرام، الیکٹرانک میڈیا کے ذریعہ بغیر ویڈیو خدمت دین کرنا ان کی زندگی کا طرۂ امتیاز رہا۔

قرآن کریم کی تفسیر پڑھانے میں بھی خاص ذوق رکھتے تھے۔ مفسر قرآن استاذ العلماء حضرت مولانا منظور احمد نعمانی دامت برکاتہم اکابر اسلاف کے طرز پر ترجمہ وتفسیر قرآن کریم پڑھانے کے لئے شعبان اور رمضان المبارک کی چھٹیوں میں کراچی تشریف لایا کرتے ہیں۔ مولانا محمد قاسم عباسیؒ نے بھی طالب علم بن کر اور دوزانو ہوکر حضرت نعمانی مدظلہ سے کسبِ فیض کیا اور اپنے دل کو قرآن کریم کی نورانی تشریحات سے منور کیا، بعدازاں تشنگانِ علوم نبوت کو اس سے سیراب کرنے کے لئے اپنے ادارہ جامعہ عربیہ عباسیہ شہزادہ مسجد میں دورۂ تفسیر خود پڑھانا شروع کیا۔ آن لائن دروس کا بہت ہی اہتمام کرتے، جس کی بنا پر بہت جلد آپ عوام وخواص میں مقبول ہوگئے۔

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ فرمایا کرتے تھے کہ کلمۂ اسلام کے دو بنیادی اجزا ہیں: ’’لا الہ الا اللہ‘‘ ’’محمد رسول اللہ۔‘‘ فرماتے تھے کہ ’’لا الہ الا اللہ‘‘ پڑھنے میں پہلے ہے اور ’’محمد رسول اللہ‘‘ ماننے میں پہلے ہے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مانو گے تو ’’لا الہ الا اللہ‘‘ سمجھ میں آئے گا۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت رب کریم کی تسلیم ورضا تک لے جائے گی اللہ کریم سمجھ عطا فرمائے۔

> دجال تمام دنیا میں چکر لگائے گا، لوگوں کو گمراہ کرے گا، لیکن مدینہ میں داخل نہیں ہوسکے گا۔ وہاں اللہ پاک فرشتوں کا پہرہ لگادیں گے

مولانا محمد قاسم عباسیؒ کی کتاب ’’انعام الرحیم فی احادیث النبی الکریم‘‘ المعروف ’’منتخب دروس حدیث‘‘ میرے سامنے ہے۔ سوچا اس کتاب کے کچھ اقتباسات جمع کردوں۔ کتاب کے عنوانات سے اندازہ ہوگا کہ کتنا قیمتی اور علمی ذخیرہ آسان، عام فہم انداز میں مولانا نے پیش کیا ہے:

(۱) خروج دجال، دجال کا تعارف، دجال کے خوارق عادت افعال، دجال کے خوارق عادت امور کی حیثیت، خروج دجال کا وقت، مقام اور اس کے پیروکار، فتنہ دجال سے بچاؤ کی تدابیر، ابن صیاد کی حقیقت، ابن صیاد دجال ہے یا نہیں؟، حدیث جساسہ اور اس کی تفصیل، مہدی علیہ الرضوان، مہدی علیہ الرضوان کا تعارف، مہدی علیہ الرضوان کا حلیہ اور اوصاف، علامات ظہورِ مہدی علیہ الرضوان، ظہورِ مہدی علیہ الرضوان واقعات کی روشنی میں، مہدی علیہ الرضوان کی کرامات۔

نزول سیدنا عیسیٰ علیہ السلام، دجال کا تعاقب اور دورِ عیسوی کی برکات، خروج یاجوج ماجوج، یاجوج ماجوج قرآن وحدیث کی روشنی میں، سکندر ذوالقرنین کا تعارف اور سد سکندری کی حقیقت... یقیناً عنوانات سے آپ نے اندازہ لگایا ہوگا کہ کتنی اہم اور ضروری معلومات اس کتاب میں موجود ہیں، انہیں پیش بہا انمول موتیوں میں سے تین موتی منتخب کرکے آپ کے سامنے پیش کررہا ہوں:

دجال:

علاماتِ قیامت کی تین قسمیں ہیں:

(۱) علاماتِ بعیدہ، (۲) علاماتِ متوسطہ، (۳) علاماتِ قریبہ یا علاماتِ کبریٰ۔

یہ جو فتنہ دجال ہے اس کا تعلق بھی اسی تیسری قسم علامات کبریٰ سے ہے۔ قرآن کریم میں ہے: ’’یوم یأتی بعض أیات ربک، لاینفع نفساً ایمانھا‘‘ جب تمہارے رب کی بعض نشانیاں ظاہر ہوں گی تو اس دن کسی کو اس کا ایمان لانا فائدہ نہیں دے گا، ایسے شخص کو جو اس سے پہلے ایمان نہیں لایا ہو۔ امام مسلمؒ فرماتے ہیں

کہ خروج دجال کے بعد کسی کو اس کا ایمان فائدہ نہیں دے گا۔ ترمذی کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’کوئی پیغمبر نوح علیہ السلام کے بعد ایسا نہیں گزرا جس نے اپنی قوم کو دجال کے فتنے سے آگاہ نہ کیا ہو، نہ ڈرایا ہو اور میں بھی تمہیں دجال کے فتنے سے ڈراتا ہوں۔‘‘ دجال کا خروج اس وقت ہوگا جب لوگ اس کا تذکرہ کرنا چھوڑ دیں گے، مشرق کی طرف سے خراسان نامی شہر سے اس کا خروج ہوگا۔

خروج دجال کے بعد دجال تمام دنیا میں چکر لگائے گا، لوگوں کو گمراہ کرے گا، لیکن مدینہ میں داخل نہیں ہوسکے گا۔ وہاں اللہ پاک فرشتوں کا پہرہ لگادیں گے تو یہ مدینہ میں بھی داخلے کی کوشش کرے گا، لیکن مدینہ منورہ میں اردگرد فرشتوں کا پہرہ ہوگا، اس کی وجہ سے یہ داخل ہونے پر قادر نہیں ہوگا اور فتنۂ دجال امت کے لئے ایک امتحان اور آزمائش کے طور پر ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ ابن کثیرؒ النہایہ میں فرماتے ہیں کہ دجال بنی آدم میں سے ہی ایک شخص ہوگا جس کو اللہ پاک نے بندوں کے امتحان کے لئے پیدا کیا ہے۔

دجال سے متعلق مسلمانوں کا عقیدہ:

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ دجال کا ظہور و خروج برحق ہے، ہم اس پر یقین رکھتے ہیں۔ ایمان لاتے ہیں، اس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے اور خروج دجال احادیث صحیحہ اور متواترہ سے ثابت ہے۔

دجال کے متعلق یہودیوں کا نظریہ یہ ہے کہ وہ یہودیوں کا بادشاہ ہوگا، تمام یہودیوں کو بیت المقدس میں آباد کرے گا، تمام یہود دشمنوں کا وہ زمین سے صفایا کرے گا، دنیا میں صرف یہود رہ جائیں گے، ان کی بادشاہی ہوگی، یہود کو کسی سے کوئی خطرہ نہیں ہوگا۔

اب رہی بات کہ ابن صیاد ہی دجال ہے یا دجال ابن صیاد سے الگ کوئی شخصیت ہے تو اس پر دو موقف سامنے آئے ہیں۔ پہلا موقف یہ ہے کہ ابن صیاد ہی دجال ہے، لیکن جمہور کا یہی کہنا ہے کہ ابن صیاد دجال نہیں ہے بلکہ دجال سے ہٹ کر کوئی دوسرا شخص ہے۔ ہوسکتا ہے کہ دجال اصغر ہو، جن تیس دجال کا حضور علیہ السلام نے تذکرہ فرمایا، ان میں سے ایک ہو، لیکن جو دجال اکبر ہے جس کا خروج قیامت سے پہلے ہوگا وہ ابن صیاد نہیں ہے۔ دجال زمین میں چالیس دن گزارے گا، پہلا دن ایک سال کے برابر، دوسرا دن ایک مہینہ کے برابر، تیسرا دن ایک ہفتہ کے برابر بقیہ سات دن معمول کے مطابق گزریں گے۔

آخر کار تمام دنیا میں فساد پھیلاتے ہوئے، مقام لُد پر جب پہنچے گا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی تلوار سے دجال کو قتل کریں گے۔

ظہور امام مہدی:

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ آخر زمانہ میں مدینہ منورہ میں ایک شخص پیدا ہوگا جس کا نام محمد، والد کا نام عبداللہ، لقب مہدی ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے ہوگا، حضرت فاطمہؓ کی اولاد میں سے ہوگا۔ جب مسلمانوں کا خلیفہ انتقال کرجائے گا تو امام مہدی اس خوف سے کہ کہیں مسلمان انہیں خلیفہ نہ بنائیں تو چپکے سے مکہ کی طرف ہجرت کریں گے۔ بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے جب مقام ابراہیم پر پہنچیں گے تو اس وقت کے ابدال اور قطب انہیں پہچان لیں گے، اسی وقت اور اسی جگہ ان کے ہاتھ پر بیعت کریں گے اور اس طرح آپؒ مسلمانوں کے خلیفہ بن جائیں گے، چالیس سال کی عمر میں سات سال تک خلافت سنبھالیں گے، اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا۔ امام مہدی علیہ الرضوان، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مل کر دجال کے خلاف جہاد کریں گے اور دو سال بعد امام مہدی کا انتقال ہوگا۔ انتقال کے بعد ان کا جنازہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پڑھائیں گے اور بیت المقدس میں ان کی تدفین ہوگی۔

نزول عیسیٰ علیہ السلام:

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے نبی اور رسول ہیں، اللہ رب العزت نے یہودیوں سے بچاتے ہوئے دوسرے آسمان پر اٹھالیا ہے، اب بھی وہ دوسرے آسمان میں زندہ موجود ہیں، قیامت کے قریب آسمان سے نزول ہوگا۔ چالیس یا پینتالیس سال پوری دنیا پر حکومت کریں گے۔ دجال کو قتل کریں گے۔ قوم شعیب علیہ السلام کی نیک خاتون سے نکاح کریں گے۔ ان کے ہاں دو بچے پیدا ہوں گے، ایک کا نام محمد اور دوسرے کا نام موسیٰ ہوگا۔ ۴۰ یا ۴۵ سال حکومت کرنے کے بعد ان کا انتقال ہوگا۔ مسلمان آپ کی نماز جنازہ پڑھ کر پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس میں دفن کریں گے۔ حضرت عیسیٰ کی وصیت کے مطابق قبیلہ بنوتمیم کا ایک شخص جس کا نام مُقعد ہے وہ خلیفہ بن جائے گا۔‘‘

مولانا مرحوم کی کتاب سے یہ چند اقتباسات نقل کئے ہیں رب کریم مولانا کی کامل مغفرت فرمائیں اور ہم سب کو تادم زیست تحفظ ختم نبوت کے مشن کے لئے قبول فرمائیں۔ آمین۔ ☆

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

دعوتی و تبلیغی اسفار

گزشتہ سے پیوستہ

دارالعلوم سعدیہ کچلاک: دارالعلوم کے بانی ہمارے حضرت خواجہ خواجگان مولانا خان محمدؒ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا حبیب گلؒ تھے۔ آپ نے ۱۹۸۰ء میں جامعہ فاروقیہ کراچی سے سند فضیلت حاصل کی۔ علوم اسلامیہ کی تحصیل سے فراغت کے بعد آپ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمدؒ کے دامن تربیت سے وابستہ ہوگئے۔ ۱۹۸۹ء میں ۲۰؍ رمضان المبارک مرشد پاک نے تہجد کے وقت خلافت سے سرفراز فرمایا۔ آپؒ نے تقریباً نصف صدی تک تعلیم و تربیت کا فریضہ سرانجام دیا۔ آپ نے حضرت صاحبزادہ خلیل احمد مدظلہ، مولانا عطاء الرحمٰن، مولانا حکیم اللہ دارالعلوم خانوزئی کو خلافت سے سرفراز فرمایا۔ آپ کا انتقال ۲۰؍دسمبر ۲۰۱۸ء کو ہوا۔ آپ کے فرزند ارجمند مولانا فضل مولیٰ کی دعوت پر جامعہ دارالعلوم سعدیہ کا سنگ بنیاد ۲۰۱۵ء میں شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خانؒ اور خانقاہ سراجیہ کے سجادہ نشین مولانا صاحبزادہ خلیل احمد مدظلہ نے رکھا۔

جامعہ میں ۱۵ اساتذہ کرام کی نگرانی میں ۲۴۰ طلبا زیر تعلیم ہیں۔ اولیٰ سے دورۂ حدیث شریف تمام اسباق ہوتے ہیں۔

دورۂ حدیث شریف میں ۳۵ طلبا کرام زیر تعلیم ہیں۔ جامعہ مولانا حبیب گلؒ کے فرزند ارجمند مولانا فضل مولیٰ کے اہتمام سے چل رہا ہے۔ ۱۷؍جولائی کو ظہر سے قبل مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا مفتی محمد راشد مدنی اور مولانا عنایت اللہ کے بیانات ہوئے۔

مدرسہ کنزالعلوم یارو ضلع پشین للبنین والبنات میں ختم نبوت کورس: مدرسہ کنزالعلوم کی سنگ بنیاد حاجی سیف الدین لالہ نے ۱۹۸۰ء میں رکھی۔ اس وقت یارو سے کابل تک بنات کا کوئی مدرسہ نہیں تھا۔ اب اس ادارہ کی تین سو سے زائد شاخیں ہیں۔ جن میں تین ہزار سے زائد بچیاں قرآن وسنت کے زیور تعلیم سے آراستہ و پیراستہ ہورہی ہیں۔ حاجی صاحب تقریباً ڈھائی سال پہلے وفات پاگئے۔ ان کی وفات کے بعد ان کے فرزند ارجمند مولانا عبدالقاہر مدظلہ نے مدارس کا چارج سنبھالا ہوا ہے۔ مدرسہ میں ۵۵۰ طلبا زیر تعلیم ہیں، جن میں تین سو رہائشی اور ایسے ہی ۷۵۰ بنات زیر تعلیم ہیں۔ جن میں سے ۳۰۰ مدرسہ میں رہائش پذیر ہیں۔ ۱۷؍جولائی کو ظہر کی نماز کے بعد طلبا کرام میں مبلغین حضرات کے بیانات ہوئے۔

جامعہ اسلامیہ علامہ عبدالغنیؒ چمن: چمن کی لمبائی ۷۰ کلومیٹر اور چوڑائی ۲۰ کلومیٹر سے زائد ہے۔ علامہ عبدالغنیؒ نے ستاون سال پہلے جامعہ کی بنیاد رکھی۔ پچاس سال تک علامہ شیخ الحدیث کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ ان کی مساعیٔ جمیلہ سے دس ہزار علمائے کرام اور مفتیان عظام سند فضیلت حاصل کر کے پاکستان اور افغانستان میں دینی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ علامہ عبدالغنیؒ ۲۶؍اکتوبر ۲۰۱۱ء کو ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں شہید ہوئے، ان کی شہادت کے بعد قائد جمعیت مولانا فضل الرحمٰن، امیر المومنین افغانستان مولانا ہبیت اللہ، مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہؒ، مولانا سلیم اللہ خانؒ نے علامہ کے فرزند ارجمند مولانا حافظ محمد یوسف مدظلہ جو ان کے جانشین مقرر ہوئے کے سر پر دستار رکھی۔ حافظ محمد یوسف مدظلہ اپنے والد کے لگائے ہوئے گلشن کی خوب آبیاری کررہے ہیں۔ انہیں مجلس کے مبلغین نے ۱۸؍جولائی صبح گیارہ بجے کا وقت دیا، لیکن لیٹ ہوگئے، جامعہ کے مہتمم سمیت تمام اساتذہ کرام اور طلبا گرمی کے باوجود تقریباً پون گھنٹہ دو رویہ کھڑے ہوکر مبلغین کا انتظار فرماتے رہے۔

ختم نبوت سیمینار: مولانا حافظ محمد یوسف کی صدارت میں ۱۸؍جولائی کو ختم نبوت سیمینار جامعہ علامہ عبدالغنیؒ میں منعقد ہوا، جس میں سینکڑوں طلبا وعلمائے کرام نے شرکت کی۔ سیمینار سے کوئٹہ مجلس کے ناظم تبلیغ مولانا مفتی محمد احمد خان، مبلغین مولانا عنایت اللہ، مولانا محمد اویس، مولانا مفتی محمد راشد مدنی اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی سمیت کئی ایک علمائے کرام نے خطاب کیا۔ علمائے کرام نے اپنے خطاب میں قادیانیوں کے کفریہ عقائد، ملک و ملت سے غداری کے واقعات بیان فرمائے اور طلبا وعلماء کو فتنوں سے بچنے اور امت کو بچانے کی استدعا کی۔

علمائے کرام نے قادیانیت، گوہر شاہی، انجینئر محمد علی مرزا، جاوید غامدی کے عقائد پر بھی روشنی ڈالی اور شعبان المعظم میں وفاق المدارس العربیہ کے امتحانات کے بعد چناب نگر میں منعقد ہونے والے کورس میں شرکت کی دعوت دی۔ یہ تقریب کافی دیر جاری رہی۔

دفتر ختم نبوت چمن میں حاضری: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چمن کے دفتر میں حاضری ہوئی، مقامی جماعت قاری ممتاز احمد استاذ القراء کی سرپرستی اور حافظ عبدالرشید کی امارت میں مولانا محمد صادق، حاجی محمد رمضان، مولوی عصمت اللہ، حافظ عطاء اللہ اور حاجی محمد اسلم آغا پر مشتمل ہے۔ نیز بیس حضرات مقامی مجلس عمومی کے ممبران ہیں۔ اللہ پاک ان حضرات کی مساعیٔ جمیلہ کو قبول فرمائیں۔ خوبصورت دفتر ہے، جس میں ماہنامہ لولاک ملتان اور مجلس کی مطبوعات ہر وقت دستیاب ہیں۔

دارالعلوم گلستان قلعہ عبداللہ کا آغاز: ۱۹۷۸ء میں ہوا، قاری عبدالولیؒ جامعہ کے بانی ہیں حضرت درخواستیؒ، مولانا مفتی محمودؒ مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ، مولانا محمد امیر بجلی گھر تشریف لاتے رہے۔ مدرسہ میں پندرہ اساتذہ کرام کی نگرانی میں چار سو طلبا زیر تعلیم ہیں، ظہر کے بعد بیانات ہوئے۔

مدرسہ احسن العلوم کالج روڈ چمن: مدرسہ میں راقم کا عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت پر تفصیلی لیکچر ہوا۔ مدرسہ کا سنگ بنیاد جمعیت علمائے اسلام کے صوبائی امیر مولانا عبدالواسع مدظلہ نے رکھا۔ مدرسہ کی زمین تقریباً ۶۰۰۰ فٹ ہے۔ مولانا شمس الحق حقانی مدظلہ کی نگرانی میں ۱۷ اساتذہ کرام ۴۵۰ طلبا کرام تعلیم وتعلم کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔

جامعہ امدادیہ سریاب روڈ کوئٹہ میں ختم نبوت کورس: جامعہ امدادیہ کا سنگ بنیاد ۲۰۰۴ء میں شہید اسلام مولانا مفتی نظام الدین شامزئیؒ اور ان کے شیخ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ، قاری سعید الرحمٰنؒ راولپنڈی، حضرت اقدس سائیں عبدالکریم قریشیؒ بیر شریف (لاڑکانہ سندھ) نے رکھا۔ مولانا قاری نورالدین مدظلہ بانی ہیں۔ آپ کے اہتمام میں سینتیس اساتذۂ کرام تقریباً ایک ہزار طلبا کرام مسافر اور چھ سو مقامی طلبا قرآن و سنت کی تعلیم سے آراستہ و پیراستہ ہو رہے ہیں۔ جامعہ کی خوبصورت لائبریری، دیدہ زیب، کوہ قامت مسجد و مدرسہ کی عمارتیں بانی مدرسہ مولانا قاری نورالدین مدظلہ کے عمدہ ذوق کی نشاندہی کر رہی ہیں۔ ۱۹؍جولائی ظہر کی نماز کے بعد مولانا مفتی محمد راشد مدنی کا تفصیلی بیان اور راقم الحروف کا مختصر بیان ہوا۔ شیخ الحدیث سمیت تمام اساتذۂ کرام، قرب و جوار کے علمائے کرام اور طلبا نے خصوصی توجہ سے سنا۔

ادارۃ القرآن وعلوم اسلامیہ: المعروف جامعہ محمدی مسجد سیٹلائٹ ٹاؤن کے بانی، جمعیت علمائے اسلام کے ضلعی امیر مولانا عبدالرحمٰن رفیق ہیں۔ ۱۹؍جولائی قبل از نماز ظہر ختم نبوت کورس منعقد ہوا۔ مولانا مفتی محمد راشد مدنی، مولانا عنایت اللہ، مولانا محمد اویس اور محمد اسماعیل شجاع آبادی کے بیانات ہوئے۔ کورس میں جامعہ کے اساتذۂ کرام، طلبا، قرب و جوار کی مساجد کے ائمہ، خطبا نے بھرپور شرکت کی۔

جامعہ مفتاح العلوم نواں اڈا: جامعہ کے بانی مولانا عبدالباقی مدظلہ ہیں۔ بہت ہی دبنگ اور بہادر عالم دین اپنا الگ ذوق رکھتے ہیں۔ ان کے جامعہ میں مغرب کی نماز کے بعد مولانا محمد اویس اور راقم کے بیانات ہوئے۔ جامعہ میں کثیر تعداد میں طلبا زیر تعلیم ہیں۔ مہتمم جامعہ کے سفر کراچی کی وجہ سے ملاقات نہ ہوسکی، ان کے اساتذۂ کرام نے نظم ونسق کے ساتھ پروگرام چلایا۔

گول مسجد نواں کلی کوئٹہ: مسجد میں قبل از نماز ظہر ۲۰؍جولائی کو مولانا مفتی محمد راشد مدنی، مولانا محمد اویس، مولانا عنایت اللہ کے تفصیلی بیانات ہوئے۔ نیز مولانا مفتی سیف الرحمٰن مدظلہ سے کھانے کے دسترخوان پر تفصیلی گفتگو ہوئی۔

مدرسہ تجوید القرآن: مدرسہ کے بانی استاذ القراء مولانا قاری غلام نبیؒ ہیں، ان کی وفات کے بعد ان کے فرزند ارجمند مولانا قاری مہر اللہ مدظلہ نے نظم سنبھالا ہوا ہے۔ اس جامعہ کا تعارف اتنا کافی ہے کہ یہاں ہمارے مرکزی امیر حضرت حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ بھی زیر تعلیم رہے۔

قندہاری مسجد میں بیان: قندہاری مسجد میں ایک عرصہ تک عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کے رکن، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کے امیر مولانا عبدالواحدؒ خطیب رہے۔ آپ پشتو زبان کے نامور خطیب تھے۔ ان کے خطاب کے دوران سخت سے سخت دل انسان پر بھی گریہ طاری ہوجاتا تھا۔ آپ نے ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت اور ۱۹۷۷ء کی تحریک نظام مصطفیٰ میں پروانہ وار حصہ لیا۔ آپ فنا فی الختم نبوت تھے، کسی کیس میں گرفتاری ہوئی، جیل چلے گئے جب ضمانت پر رہائی ہوئی تو جیل

کے دروازہ پر پروانہ وار ”تاجدار ختم نبوت زندہ باد“ کا وجد آفریں نعرہ لگایا۔ مجلس شوریٰ کے ممبر ہونے کی حیثیت سے بارہا ان کی زیارت ہوئی، نیز آپ آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چناب نگر میں ہر سال تشریف لاتے اور بیان عالیشان سے نوازتے۔ آپ سرکاری سطح پر میلاد کانفرنس اسلام آباد میں شرکت فرماتے، پرویز مشرف کے دور میں جب اس کی صدارت میں کانفرنس منعقد ہو رہی تھی، آپ نے اپنے بیان میں تمام سامعین کو کھڑا کر کے کہا کہ ہم ناموس رسالت کے تحفظ کے قانون میں ترمیم برداشت نہیں کریں گے، تو مشرف سے بھی کہلوایا۔ بہرحال نصف صدی سے زائد عرصہ قندھاری مسجد کے خطیب رہے۔ یکم اپریل ۲۰۱۷ء کو انتقال فرمایا، آپ کی وفات کے بعد آپ کے فرزند ارجمند مولانا مفتی محمد احمد خان خطیب مقرر ہوئے آپ دارالعلوم کبیر والا کے فاضل ہیں، چناب نگر کا کورس بھی کیا ہوا ہے، ہمارے عزیز ترین ساتھی اور مجلس کوئٹہ کے ناظم تبلیغ ہیں۔ مقامی ناظم تبلیغ کی استدعا پر مرکزی ناظم تبلیغ نے ۱۹؍جولائی ظہر کی نماز کے بعد خطاب کیا، جس میں سینکڑوں مسلمانوں نے شرکت کی۔

مرکزی جامعہ تجوید القرآن: جامعہ کا سنگ بنیاد مولانا قاری غلام نبیؒ نے حضرت درخواستیؒ کے حکم پر رکھا جب تک حضرت درخواستیؒ زندہ رہے۔ جامعہ کی سرپرستی فرماتے رہے۔ پینتالیس اساتذۂ کرام کی نگرانی میں شاخوں سمیت گیارہ سو طلبا زیر تعلیم ہیں۔ دورۂ بلوچستان کی تفصیلی رپورٹ ذکر کر دی گئی ہے۔ مبلغین حضرات سے درخواست ہے کہ اپنے مفوضہ امور اور فرائض کی ادائیگی میں بھرپور محنت کریں۔ مقامی جماعت کا میڈیا سیل بہت ہی کمزور ہے بلکہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ یہاں ہمارے بہترین مہربان دوست جناب فیاض حسن سجادؒ ایک عرصہ تک روزنامہ جنگ میں رہے۔ جناب فیاض حسن سجادؒ کی وفات کے بعد ان کے فرزند ارجمند جناب ارسلان فیاض روزنامہ جنگ میں ہیں، انہیں جو خبر ارسال کی جاتی ہے وہ ذمہ داری کے ساتھ لگاتے ہیں، صوبائی مبلغین اور مقامی جماعت سے درخواست ہے کہ وہ میڈیا سیل کو مضبوط کریں تاکہ آپ حضرات کی خدمات تک عوام کی رسائی ہو سکے۔

☆☆ .... ☆☆

دکھی انسانیت کے نام

میرے بھائیو! صحیح علاج کیلئے دوا کے ساتھ ساتھ تدابیر اور غذا کی موافقت بھی لازمی ہے یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ خونی پیچش ہوں اور تکے کباب روسٹ بروسٹ وغیرہ کھائے جائیں اور پھر شفاء کی اُمید رکھی جائے اسی طرح یہ بھی نہیں ہوسکتا کہ گوشت خوری بھی کی جائے اور ذیابیطس بھی نہ ہو دودھ اور چاول کھائے جائیں اور نزلہ زکام کو فائدہ ہو جائے۔ میرے بھائیو! حکمت بچوں کا کھیل نہیں یہ طویل ترین ریاضت تجربہ اور محنت کے ساتھ ساتھ قلب ونظر کی پاکیزگی اور توجہ الی اللہ کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔ بفضل تعالیٰ چالیس سالہ تجربہ کے دوران بے شمار ملکی وغیر ملکی مریضوں کا علاج کر چکا ہوں۔ طبیہ کالج کا سابقہ لیکچرار ہوں 3 ایوارڈ اور ایک تعریفی سند حاصل کر چکا ہوں مرکزی سرپرست متحدہ حکمائے محاذ پاکستان ہوں ہمارے تیار کردہ کورسز میں کوئی نشہ آور، کوئی زہریلی، کوئی ایلوپیتھک دوائی نہیں ہے

خصوصی نوٹ: 1: مشورہ فیس مبلغ 500 روپے 2: معائینہ فیس مبلق 1000 روپے

3: مبلغ چھ صد روپے بھیج کر میری کتاب نظریہ مفرد اعضاء منگوا کر علاج بالغذا۔ علاج بالدوا پر عمل کریں انشاء اللہ شفا ہوگی

4: ہمارے پندرہ روزہ کورسز درج ذیل ہیں

بے خوابی	ضعف بصر	مونہہ سے بدبو	تپ دق	بھوک بند ہونا	بھگندر	تقطیر البول	وجع المفاصل	تشنج وکزاز	موٹاپا	سانس پھولنا	بے اولادی	خاموش جنون	اماس	عدم انتشار	ہیموفیلیا
نسیان	بند نزلہ	رال ٹپکنا	ٹی بی	السر	گیس	سلسل البول	تحجر المفاصل	مہرے ہل جانا	دبلا پن	تریاق نشہ	اسقاط	اعضاء کا سن ہونا	استسقاء	پس سیل	کمی جراثیم
مرگی	کیرا	لکنت	کولسٹرول	دائمی قبض	یورک ایسڈ	بول بستری	گینٹھیا	الرجی	بال گرنا	اٹھرا	اولادِ نرینہ	فالج	اعصابی کمزوری	بریسٹ کینسر	ایزوسپرمیا
رعشہ	ناک کی ہڈی کا بڑھنا	گلہڑ	دل کا دورہ	سنگرہنی	پتھری	بواسیر	عرق النساء	برص	بال سفید ہونا	ہسٹریا	سوکڑا	بلڈ پریشر	جسمانی کمزوری	لیوکیمیا	عنانت
ٹینشن	مونہہ کے چھالے	دمہ	دل کے وال بند ہونا	اپنڈکس	شوگر	سوزاک	کمر درد	رسولیاں	کمی خون	ٹیوبز کا بند ہونا	تلخ جنون	ہیپاٹائٹس	بچی لاغری کوتاہی	تھیلاسیمیا	سدا جوانی

حکیم حاجی عبدالکریم بھٹی
0321-7545119
0345-7545119
ہر قسم کی رقم پہلے بھیجیں۔ مس کال نہیں کال کیجئے
یو بی ایل مکمل کرنٹ اکاؤنٹ نمبر
0341232584961
موبی کیش اکاؤنٹ نمبر
0321-7545119
ایزی پیسہ اکاؤنٹ نمبر
0345-7545119
لاہور اوکاڑہ روڈ حبیب آباد ضلع قصور

خبروں پر ایک نظر

مبلغینِ ختم نبوت کی گوادر میں سرگرمیاں

مولانا محمد رضوان، کراچی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تیسرے امیر مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ فرمایا کرتے تھے: ’’اگر قادیانی چاند پر بھی پہنچ جائیں تو وہاں بھی ان کا تعاقب کیا جائے گا۔‘‘

حضرتؒ کے اخلاص اور فکر کا نتیجہ ہے کہ تقریباً پون صدی سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابرین اور مبلغین آج بھی بھرپور جذبہ اور محنت ولگن سے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس کا تحفظ اور فتنۂ قادیانیت کا تعاقب کر رہے ہیں۔ گزشتہ دنوں صوبہ بلوچستان کے اہم تجارتی مرکز گوادر میں مبلغین عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے وہاں کے مسلمانوں کو عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اور فتنۂ قادیانیت سے آگاہ کرنے کے لئے پروگرام ترتیب دیا۔ یاد رہے کہ مجلس نے گوادر میں مسجد و دفتر ختم نبوت کے لئے اپنا ذاتی وسیع وعریض قطعہ اراضی خرید کیا ہے، جہاں الحمدللہ! تعمیراتی کام کا آغاز بڑی تیزی سے جاری ہے اور وہ وقت دور نہیں کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفاتر میں ایک اور وسیع وعالیشان دفتر کا اضافہ ہوجائے گا۔

مجلس کے مرکزی رہنما مولانا قاضی احسان احمد مدظلہ کی قیادت میں مولانا احمد شاہ بلوچ اور راقم کے ہمراہ ۷؍محرم الحرام کو دوپہر ایک بجے کراچی سے گوادر اور دیگر مقامات کے لئے سفر کا آغاز ہوا۔ کنڈ ملیر کے مقام سے کچھ پہلے غازیٔ اسلام محمد بن قاسمؒ کے رفقاء کے لئے فاتحہ خوانی کی اور الحمدللہ! ہر سفر کا یہ معمول رہتا ہے۔ رات عشاء کے قریب اپنے میزبان مولانا امیر معاویہ ملازہی مدظلہ کی رہائش گاہ پر پہنچے۔ یہاں ہمارے اصل میزبان تو حضرت مولانا عبدالعزیز ملازہی شہید ہوا کرتے تھے اور اب ان کے والد گرامی اور برادران ذی وقار یہ خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو بہترین جزائے خیر عطا فرمائے۔

۸؍محرم الحرام کو صبح ۱۰ بجے مدرسہ بیت المکرم بنین و بنات میں حضرت مولانا قاضی صاحب کا عقیدہ ختم نبوت پر بیان ہوا۔ ۱۱ بجے مرکزی جامع مسجد بلال میں حضرات علماء کرام کا بھرپور اجلاس ہوا۔ حضرت قاضی صاحب نے حضرات علماء کرام کو ختم نبوت کے مشن کی طرف متوجہ کیا۔ خصوصاً ۷؍ستمبر کے حوالہ سے کہ ’’عشرۂ ختم نبوت‘‘ جیسے پورے ملک میں منایا جاتا ہے، اس سال گوادر میں بھی ترتیب قائم کی گئی ہے۔ اس

(بقیہ:.... شیخ الحدیث حضرت مولانا ارشاد احمد نور اللہ مرقدہ)

اس میں کوئی دوسری رائے نہیں کہ آپ کی رحلت سے ملک بھر کے علمی وروحانی حلقوں میں رنج وغم کی فضاء چھا گئی۔ وفات کے بعد ملک بھر اور بیرون ممالک سے تعزیتی پیغامات کا ایک سلسلہ شروع ہوگیا۔ جس میں استاد محترم متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن، وفاق المدارس العربیہ کے صدر مولانا مفتی محمد تقی عثمانی جامعہ دارالعلوم کراچی، نائب صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان مولانا انوار الحق حقانی جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک، قاری محمد حنیف جالندھری جامعہ خیر المدارس ملتان، مولانا سید سلمان بنوری جامعہ بنوری ٹاون کراچی، مولانا فضل الرحیم مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور، مولانا اللہ وسایا عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، مولانا محمد مکی حجازی مدرس حرم مکی ودیگر مذہبی وسیاسی وسماجی رہنما شامل ہیں۔ آپ کا جنازہ آپ کے بڑے بیٹے مفتی محمد اویس ارشاد نے پڑھایا۔ دارالعلوم کبیر والا اپنی تمام تر وسعتوں کے باوجود بہت تنگ ہوگیا۔ مجھ سمیت ہزارہا بندگان خدا نے آپ کے جنازہ میں شرکت کو اپنی سعادت سمجھا اور سسکیوں اور آہوں کے ساتھ حضرت استاد جی کو اس جہان کی طرف رخصت کیا جہاں سے واپس نہیں آیا جاتا۔ آپ کو اپنے استاد ومربی مفتی عبدالقادر رحمہ اللہ کے پہلو مقبرۂ دارالعلوم میں سپرد خاک کیا گیا۔ میرے دل کے نہاں خانے میں بکھری ہوئی حضرت رحمہ اللہ کی محبت بھری باتیں اور یادیں دنیا کی بے ثباتی، فنائیت اور اس پر صبر کرنے کا یوں پیغام دے رہی ہیں۔ ☆☆

سلسلہ میں ائمہ کرام خطبا حضرات کا تعاون درکار ہے۔ چنانچہ تمام ائمہ کرام نے بھرپور تعاون کی یقین دہانی کروائی کہ ۷ ستمبر کو انشاء اللہ مرکزی پروگرام منعقد ہوگا۔ بعد نماز مغرب مولانا قاضی صاحب نے باب السلام مسجد میں جبکہ راقم الحروف نے قبا مسجد میں درس دیا بعد نماز عشاء راقم نے مدرسہ قاسم العلوم میں درس دیا۔

۹ محرم الحرام کو مبلغین ختم نبوت کے وفد نے جیوانی کا سفر کیا، یہاں چار مساجد میں بیانات جمعہ کی ترتیب مولانا محمد عارف ارجمندی نے قائم کی۔ مولانا محمد عارف ذی استعداد اور متحرک وفعال عالم دین ہیں، مولانا کی محنت سے اس شہر کے تاجر حضرات نے شیزان کا مکمل بائیکاٹ کر دیا ہے۔

مولانا قاضی احسان احمد نے جامع مسجد ذوالنورین میں، مولانا احمد شاہ بلوچ نے مسجد عمر بن خطاب میں، مولانا عبدالغنی مبلغ گوادر نے مدنی مسجد میں اور راقم نے دارالعلوم جیونی میں خطبہ جمعہ دیا۔ بعد ازاں مولانا محمد عارف صاحب کی طرف سے مبلغین ختم نبوت کے لئے ظہرانہ کا اہتمام کیا گیا۔ جیوانی کے پروگرام سے فارغ ہوکر گوادر کا سفر کیا، نماز عصر گوادر میں ادا کی، بعد نماز مغرب گوادر کی معروف علمی، ہر دلعزیز شخصیت حضرت مولانا مفتی اختر مدظلہ کی جامع مسجد الباسط میں جو بالکل برلب سڑک اور خوبصورت محل ووقوع میں قائم ہے، تاجر برادری، رئیل اسٹیٹ سے تعلق رکھنے والے حضرات سے تفصیلی خطاب ہوا۔ تمام شرکاء نے قادیانیوں سے مکمل بائیکاٹ کا عزم کیا اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کام کو بڑھانے کا مکمل ارادہ کیا۔

۱۰ محرم الحرام کو صبح ۷ بجے قافلۂ ختم نبوت واپس کراچی کے لئے پابہ رکاب ہوا۔ ۱۰ بجے جامعہ خالد بن ولید پسنی میں حاضری ہوئی، مولانا مفتی رحمت اللہ اور ان کے گرامی قدر رفقاء نے علاقہ کے علماء کرام کو جمع کر رکھا تھا۔ قاضی صاحب نے ان حضرات سے گفتگو کی۔ ایک بجے دن اوڑماڑہ کی جامع مسجد التوحید میں حاضری ہوئی، حضرت مولانا محمد امین مدظلہ نے اپنے رفقاء کے ہمراہ استقبال کیا۔ حضرات علماء وائمہ کرام اور طلبا کی مجلس سے حضرت مولانا قاضی احسان احمد مدظلہ نے بیان فرمایا۔ تمام احباب نے دل و جان سے تحفظ ختم نبوت کے مشن کو فروغ دینے کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا۔

اس موقع پر اوڑماڑہ کی سرزمین میں عظیم الشان تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد کرنے کا عزم و ارادہ بھی کیا۔ بہرکیف رات دس بجے ایک مرتبہ پھر اپنے دفتر ختم نبوت جامع مسجد باب الرحمت پرانی نمائش میں پہنچ گئے، رب کریم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفاتر کو شاد و آباد رکھے اور رُشد وہدایت کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔ ☆☆

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مقام ومنصب

’’جو نماز پڑھے اسے نمازی کہتے ہیں، جو حج کرے اسے حاجی کہتے ہیں، جو جہاد کرے اسے غازی کہتے ہیں۔ جس نے ایمان کی حالت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا اسے ’’صحابی‘‘ کہتے ہیں۔

حضرات صحابہ کرامؓ کا مقام ومنصب کیا ہے؟ اس وقت پوری دنیا کے مسلمانوں کی تعداد ایک ارب سے زائد بیان کی جاتی ہے۔ پوری دنیا کے ایک ارب مسلمان، ہند، سندھ، افریقا، امریکا، مشرق سے لے کر مغرب تک ساری دنیا کے مسلمان اکٹھے ہو جائیں، سمجھانے کے لئے عرض کرتا ہوں کہ خدانخواستہ سب کو کروڑ سال کی زندگی دے اور وہ کروڑ سال بیت اللہ شریف میں گزریں، میں سمجھانے کی خاطر عرض کر رہا ہوں.... ایک ارب مسلمانوں کو کروڑ سال کی زندگی مل جائے، پوری زندگی بیت اللہ شریف میں عبادت کرتے ہوئے گزرے، جہاں ایک کے بدلے لاکھ ملتا ہے، ایک ارب مسلمانوں کی کروڑ سال کی بیت اللہ کی عبادت ایک طرف اور ایک صحابیؓ کا پلک جھپکتے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھنا ایک طرف! آج کی پوری امت مل کر ایک صحابیٔ رسول کی شان کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔‘‘ (۱۰ محرم الحرام ۱۴۴۵ھ، عظمتِ اہلبیتؓ وشہادت حسینؓ کانفرنس، جامع مسجد مولانا احمد علی لاہوریؒ، اچھرہ لاہور، شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ)

ختم نبوت تربیتی نشست

رپورٹ: مولانا محمد عبداللہ چغرزئی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام پچھلے ماہ حلقہ حسین آباد میں تحفظ ختم نبوت تربیتی نشست منعقد کی گئی۔ تلاوت کلام پاک کے بعد مولانا محمد رضوان نے ابتدائی کلمات کہے اور اس کے بعد تفصیلی گفتگو مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے کی۔ جس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا تعارف، قیادت باسعادت اور ساتھ ساتھ عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت اور اس کی حساسیت اور اس کے تحفظ کے سلسلہ میں گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ جماعت کے دو ہی کام ہیں ایک مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت کرنا، دوسرا قادیانیوں کو ایمان کی دعوت دینا۔ اجلاس میں شرکاء کی تعداد ساٹھ افراد کے لگ بھگ تھی، تمام ساتھیوں بالخصوص ائمہ کرام نے اس عظیم مشن کے ساتھ وابستہ رہنے اور گھر گھر جماعت کا پیغام پہنچانے کے لئے مصمم ارادہ کیا۔ یاد رہے کہ حلقہ حسین آباد میں یہ پہلا اجلاس تھا جس میں مولانا شعیب، بھائی عبدالرزاق، بھائی محمد طاہر اور راقم الحروف نے شرکت کی اور اجلاس کے اختتام پر شرکاء کے لئے پُرتکلف ظہرانہ کا اہتمام بھی کیا گیا۔

علاوہ ازیں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۲۵ر جولائی بعد نماز عشا مدینہ ٹاؤن (میوہ شاہ مسجد) میں مولانا شاکراللہ کی صدارت میں علاقہ کے نوجوانوں کا اجلاس منعقد ہوا۔ حافظ محمد انور نے کلام پاک کی تلاوت سے اجلاس کا آغاز کیا، اس کے بعد نعت رسول مقبول مولانا شاہ رخ نے پیش کی۔ اس موقع پر مبلغ ختم نبوت مولانا عبدالحئی مطمئن نے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت پر مفصل بیان کیا۔ انہوں نے اپنے بیان میں نوجوانوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت ایمان کی اساس یعنی بنیاد ہے۔ اس کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوتا، عقیدہ ختم نبوت پر ہمارا ایمان مضبوط ہونا چاہئے۔ اس عقیدہ کے کیا تقاضے ہیں، اس سے مکمل آگاہی ہونا چاہئے تاکہ منکرین ختم نبوت ہمارے عقائد میں شکوک وشبہات پیدا کر کے ہمیں دامن مصطفی سے دور اور گمراہ نہ کر دیں۔ قادیانی، مسلم نوجوانوں کو دھوکا دیتے ہیں جس سے بچنا ضروری ہے۔ آخر میں نوجوانوں کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے تحفظ ختم نبوت کے لئے کام کرنے کی دعوت دی گئی تو سب شرکائے اجلاس نے مصمم ارادہ کا اظہار کرتے ہوئے باقاعدہ طور پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے وابستہ ہونے کی یقین دہانی کرائی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ لیاری ٹاؤن کے نگران مولانا نعیم اللہ، حلقہ محمدی کالونی کے نگران مولانا عبدالحمید کوہستانی اور بھائی کامران سومرو، بھائی رفاقت، مولانا عماد اور مولانا رفیع اللہ کے علاوہ دیگر حضرات نے اجلاس شرکت کی۔

☆☆ .... ☆☆

دارالعلوم اسلامیہ کوئٹہ میں ختم نبوت کانفرنس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۱۵ر جولائی کو عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت مولانا نعمت اللہ نعمانی نے کی۔ تلاوت ونعت کے بعد مولانا مفتی روزی خان، مولانا عنایت اللہ، مولانا محمد اویس، رویت ہلال کمیٹی کے مرکزی چیئرمین بادشاہی مسجد لاہور کے خطیب مولانا سید عبدالخبیر آزاد، مجلس کوئٹہ کے ناظم تبلیغ مولانا مفتی محمد احمد خان خطیب جامع مسجد قندھاری کوئٹہ، مولانا مفتی محمد راشد مدنی اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے بیانات ہوئے۔ علمائے کرام نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کسی بڑی سے بڑی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا اور وہ دن دور نہیں کہ پوری دنیا سے قادیانیت کا نام ونشان حرف غلط کی طرح مٹ جائے گا۔ نیز علمائے کرام نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کا سب سے اہم ادارہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اس کی خدمات کو قبول فرمائے۔

فرما گئے یہ ہادی
لا نبی بعدی
اسلام
ختم نبوت
سالانہ
تحفظ ختم نبوت کانفرنس
31
اگست 2023
بروز جمعرات ان شاء اللہ
سہ پہر 4 بجے
لیاقت پارک
کوئٹہ
حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب
پیر محمد ناصر الدین خان خاکوانی
قاری محمد حنیف جالندھری
خواجہ عزیز احمد صاحب
حافظ حمد اللہ صاحب
قاری محمد ابراہیم کاسی
قاری سہیل احمد ترین
مفتی محمد کفایت اللہ صاحب
قاضی احسان احمد صاحب
قاری عبداللہ منیر
انوار الحق حقانی
حافظ محمد یوسف صاحب
مفتی محمد احمد صاحب
سید عبدالستار شاہ صاحب
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کوئٹہ
081-2841995
0331-3064596
0333-7831667
0321-8038513
0303-6631714,0332-4146316,0303-5561802